جلد ۸ | ۵ تبلیغ ۱۳۳۸ھش ۲۶ رجب ۱۳۷۸ھ ۵ فروری ۱۹۵۹ء | نمبر ۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲ فروری ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ
چند روز سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دانت درد کی تکلیف ہے۔
مسوڑھے پر پھالا تھا جس میں سے ڈاکٹروں نے پیپ نکال دی ہے۔
درد میں پہلے سے افاقہ ہے۔
احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۴ فروری ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔ آپ کے اہل و عیال ابھی تک ربوہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ و ناصر رہے اور خیریت سے دارالامان واپس لائے۔

قادیان ۔ ۳ فروری ۔ آج بعد دوپہر سے شدید طوفانی بادوباراں کے باعث سردی میں اضافہ ہوگیا ہے مطلع دو روز سے ابر آلود ہے

آل انڈیا سٹوڈنٹس کانفرنس پٹیالہ میں احمدی نمائندہ کی شمولیت

کانفرنس کی مختصر روئداد اور احمدیہ لٹریچر کی تقسیم

از محترم سید شہید الحق صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام مڈل سکول قادیان

پٹیالہ ۴ فروری ۔ مورخہ ۲۸ تا ۳۱ جنوری ۱۹۵۹ء کو پٹیالہ میں آل انڈیا سٹوڈنٹس کانفرنس کا ۱۲ واں اجلاس منعقد ہوا جس میں مدرسہ احمدیہ قادیان کے طالب علم نے بھی شرکت کی اور مضمون پڑھا۔

کانفرنس کے انعقاد سے چند روز پہلے صدر کانفرنس شری دلجیت سنگھ صاحب عدل کی طرف سے کانفرنس میں شمولیت کے لئے ہمارے نام دعوت نامہ موصول ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب و جناب ناظر صاحب امور عامہ و ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے مشورہ سے عزیز محمد ولی الدین متعلم مدرسہ احمدیہ کو بطور نمائندہ اور خاکسار کو بطور نگران بھیجے جانے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ ہم دونوں مورخہ ۲۷ جنوری کو رات کے وقت قادیان سے روانہ ہوکر اگلے روز صبح ہی پٹیالہ پہنچ گئے۔ سب سے پہلے شری دلجیت سنگھ صاحب عدل سے ہی ملاقات ہوئی جو بڑی خوش خلقی سے ملے اور دیگر نمائندگان کانفرنس کے ساتھ ہی ہمارے قیام کا بھی انتظام کر دیا۔

کانفرنس کا پہلا دن

۲۸ جنوری کو کانفرنس کا پہلا دن تھا۔ موسم کے ابر آلود ہونے کی وجہ سے اس روز صرف قومی جھنڈا لہرانے کی رسم شری اروبندو بوس جو نیتا جی سبھاش چندر بوس کے بھتیجے ہیں کے ہاتھوں ادا کی گئی۔ شری بوس جی نے اپنی افتتاحی تقریر میں ملک کی آزادی کے حصول میں آل انڈیا سٹوڈنٹس کی جدوجہد پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ حصول آزادی کے بعد اب اس کے قیام اور اس سے حقیقی فائدہ حاصل کرنے کا سوال ہے جس کے لئے طلبہ کو ویسی ہی جدوجہد کی ضرورت ہے جس قسم کی کوشش وہ پہلے کرتے رہے ہیں۔

دوسرا اجلاس زیر صدارت شری اروبندو بوس شروع ہوا۔ جس میں پہلی تقریر شری دلجیت سنگھ صاحب عدل نے پڑھ کر سنائی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ملک میں سماجی انقلاب لانے کی جلد سے جلد کوشش کی جائے۔ اور ملک میں اتفاق و اتحاد کی روح کو بڑھایا جائے تا سب کی متفقہ کوششوں سے ہمارا ملک خوشحالی کی طرف بڑھے اور آزادی کی غرض پوری ہو۔ آپ نے تمام ملک میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً فرقہ وارانہ اختلافات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے طلبہ سے اپیل کی کہ وہ اس ناخوشگوار صورت حال کو بدلنے کی کوشش کریں تاکہ ملک میں امن و انصاف اور خوشحالی ہمیں کہ ہمارا ملک مضبوط اور صحیح معنوں میں آزاد کہلانے کا مستحق ہو سکے۔ آپ نے آل انڈیا سٹوڈنٹس کانفرنس کے صدر ہونے کی حیثیت سے اپنی تقریر میں روس اور دیگر ممالک کے سفر کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح ان ممالک میں قومی مفاد کو مدنظر رکھ کر کام کیا جاتا ہے۔ آپ نے رائج الوقت طرز تعلیم پر کڑی نکتہ چینی کی۔ اور موجودہ طرز تعلیم کو جلد سے جلد نئے سانچے میں ڈھالنے پر زور دیا۔ نیز طلباء کو اصلاحی کاموں میں زیادہ سے زیادہ وقت دینے اور آنے والے زمانہ کے تقاضوں کے مطابق آگے قدم اٹھانے کی تلقین کی۔

دوسرے دن ۲۹ جنوری ۱۹۵۹ء کو کانفرنس کا پہلا اجلاس گیارہ بجے دن ہوا۔ اس میں دو ریزولیوشنز پاس ہوئے جس میں طلباء کو سہولت بہم پہنچانے کے لئے گورنمنٹ سے پرزور اپیل کی گئی۔ ایک اور ریزولیوشن کے ذریعہ گورنمنٹ سے درخواست کی گئی کہ وہ پرائیویٹ سیکٹر کو ترجیح دینے کی بجائے کوآپریٹو کے کاروبار کو ترجیح دے۔ نیز غلہ وغیرہ کی تجارت کو گورنمنٹ خود اپنے ہاتھ میں لے۔ تاکہ اناج کے سلسلہ میں پیش آمدہ تکلیف سے عوام کو آرام ملے۔

دوسرا اجلاس چار بجے دن شروع ہوا جس میں چند تقاریر ہوئیں۔ ہمارے سکول کی طرف سے عزیز محمد ولی الدین متعلم مدرسہ احمدیہ جو نمائندہ کے طور پر بھیجے گئے تھے نے مضمون سنایا۔ جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ملک کے بدلے ہوئے حالات کے مطابق رائج الوقت نظام التعلیم میں تبدیلی کی جائے۔ ساتھ ہی اس کی بعض صورتیں بطور مثال بیان کیں۔ دوسرے نمبر پر اسباب کو واضح کیا کہ ملک کی تعمیر میں طلباء کس طرح حصہ لے سکتے ہیں۔ اسی طرح غریب طلباء کی امداد کی صورت بھی بیان کی۔ اسباب کی بھی وضاحت کی گئی کہ سیاست میں طلباء کا کس حد تک حصہ لینا مفید ہے۔ اور چونکہ عزیز موصوف کی تقریر کو دلچسپی سے سنا گیا۔ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

تیسرے دن مورخہ ۳۰ جنوری کو حسب سابق پہلا اجلاس گیارہ بجے دن شروع ہوا۔ اور دو اہم ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔ جن میں سے ایک تو طلباء کی فیس وغیرہ میں مساوات کے متعلق تھا۔ اور دوسرا پنجاب میں فرقہ وارانہ اختلافات کو رفع کرنے میں طلباء کی طرف سے گورنمنٹ سے تعاون پر مشتمل تھا۔

دوسرے اجلاس میں جناب گورنر پنجاب نے طلباء سے خطاب فرمایا۔ آپ نے طلباء کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ملک کی تعمیر میں پرامن جدوجہد کی تلقین کی۔ اس موقعہ پر جناب گورنر صاحب کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا بھی اہتمام تھا۔ جس میں آل انڈیا سٹوڈنٹس کانگریس کے جملہ نمائندگان اور معززین شہر شامل ہوئے۔ پارٹی کے بعد ایک کلچرل پروگرام ہوا جس میں لڑکوں نے بزم مشاعرہ منعقد کی۔ انجم صاحب نور تھا ایف کلاس مہندرا کالج کی دوسرہ حاضرہ پر اردو میں ایک نظم خصوصیت سے پسند کی گئی۔

چوتھے روز کا پہلا اجلاس حسب معمول گیارہ بجے دن شروع ہوا۔ جس میں اول وقت کچھ اور ریزولیوشنز پاس ہوئے۔ انہیں میں ہماری طرف سے پیش کردہ وہ ریزولیوشن بھی تھا۔ جس میں پنجاب گورنمنٹ سے اردو کتب نصاب کے فراہم کئے جانے کی درخواست کی گئی تھی جسے متفقہ طور پر پاس کیا گیا تھا۔

شام کے وقت دوسرے اجلاس میں تمام پاس شدہ ریزولیوشنز کی اہمیت طلباء پر واضح کرتے ہوئے آل انڈیا سٹوڈنٹس کانگریس کی اہمیت بتائی گئی۔ اس آخری اجلاس کے بعد کانفرنس کا پروگرام تمام ہوا۔

انفرادی ملاقاتیں اور احمدیہ لٹریچر کی تقسیم

اہالیان شہر اور ہندوستان کے مختلف علاقوں کے تعلیمی اداروں کے نمائندوں سے ملاقات کی۔ تمام لوگ ہی مل کر خوش ہوئے۔ خصوصاً جناب مرارجی صاحب جنرل سیکرٹری پٹیالہ نے بڑی محبت سے الوداع کیا۔ اور جناب عدل صاحب نے آئندہ کامیابی کے متعلق دعا کرنے کی درخواست کی۔ میں نے کچھ احمدیہ لٹریچر مثلاً سکھ مسلم اتحاد۔ آخری پیغام اور اسیطر ریہ کے بعض رسائل پمفلٹس مختلف دوستوں کو پیش کئے۔ تمام لوگوں نے محبت سے قبول کئے۔ اور ہمارے ایک دوست جن کا نام ناجی شری وید پرکاش گوڈ ہے اپنے طلباء کے درمیان نوٹ لیا اور ہم سے انگریزی ترجمہ قرآن مجید بھیجنے کا وعدہ بھی لیا۔ اسی ضمن میں مسٹر تھینیجا جو دہلی یونیورسٹی کے ایم اے کے طالبعلم ہیں ہمارے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے رہے اور ہمارے پیش کردہ لٹریچر کو بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۵ فروری ۱۹۵۹ء

ملک کے دو اہم مسئلے

اناج اور تعلیم

یوں تو انسانی زندگی کا خواہ وہ قومی ہو یا انفرادی ہر دن ہی قیمتی اور اہم ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سب دن برابر نہیں ہوتے بلکہ بعض دن گوناگوں خصوصیات کے باعث غیر معمولی پوزیشن رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے آزاد بھارت کے لئے ۲۶ جنوری کا دن تاریخی دن ہے۔ اگرچہ آزادی ملے اب ۱۲واں سال جا رہا ہے۔ لیکن ملک میں قائم جمہوری طرز کے دستور کو اپنائے جانے پر اب پورے نو سال گذر رہے ہیں۔ اس عرصہ میں ہمارے ملک نے مختلف پہلوؤں سے قابل قدر ترقیات کی ہیں جو ملک کے لیڈروں کی لگاتار محنت اور عوام کے تعاون کا ثمرہ ہے۔ اور اس بات پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے کہ آج سے ایک عرصہ پہلے کے مقابل پر اس وقت ہمارے ملک کی پوزیشن کہیں زیادہ مضبوط ہے۔ ملک میں کئی قسم کے ترقیاتی منصوبے زیر عمل ہیں۔ اور زرعی اور صنعتی اعتبار سے ملک میں ایک بڑے انقلاب کی تیاریاں بڑی سرعت سے جاری ہیں۔ اپنے گرد و پیش کی چیزوں پر ہی نظر کیجئے۔ آپ کو روزمرہ کے استعمال کی بیسیوں چیزیں اپنے ہی دیش کی بنی ہوئی دکھائی دیں گی۔ اس سے ہر محب وطن کو ایک گونہ فخر اور خوشی محسوس ہوتی ہے اور حقیقت میں اسی کو آزادی کا خوشگوار نتیجہ کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ جس قدر بھاری بھرکم ٹیکسوں کے بوجھ اس وقت سارے ہی بھارت واسی منوں اٹھا رہے ہیں بتایئے کیا آزادی ملنے سے قبل کتنے تھے؟ مگر اس بوجھ کے باوجود ملکی ترقی اور قومی سربلندی کی روشن کرنیں پھوٹتی دکھائی دیتی ہیں!!

مگر ۲۶ جنوری کا دن جو چند روز ہوئے گذرا ایک سنگ میل کی بھی حیثیت رکھتا ہے۔ جس پر پہنچ کر اپنے گرد و پیش کا جائزہ لینے اور اپنی رفتار کی جانچ پڑتال کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ ہم نے جو نشانہ باندھ کر ترقی کی منزل کی طرف قدم اٹھایا تھا۔ ہم اس نشانہ کے مطابق آگے بڑھ آئے ہیں یا نہیں اور ہماری راہ میں کتنے سنگ گراں آئے ہیں! جب ہم ۲۶ جنوری کے سنگ میل پر ایک لمحہ کے لئے رک کر ۲۵ جنوری کو ختم ہونے والے سال کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ ہماری راہ میں ایک بہت بڑا پتھر ذخیرہ اندوزوں اور مہنگائی کی صورت میں پڑا تھا۔ جس نے اپنی مزاحمت سے ہمیں آگے سے منہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

پس اس میں کوئی شک نہیں کہ ملکی ترقی کے لئے بڑے بڑے منصوبے زیر عمل ہیں۔ جن کے نتائج اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے۔ اور ہر محب وطن کی دلی خواہش ہے کہ وہ نتائج ملک کے لئے زیادہ سے زیادہ نفع رساں ہوں لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ملک کو پیش آمدہ فوری ضرورتوں کی بہم رسانی کی طرف بھی توجہ دینے کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے کہ ان منصوبوں کے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی جن کے نتیجہ میں کچھ عرصہ بعد ملک کو فائدہ پہنچے۔ ہمارے خیال میں جو امور فوری توجہ کے محتاج ہیں ان میں بنیادی اہم دو ہی مسئلے ہیں۔ ان میں سے پہلے کو ہماری جسمانی اور انفرادی زندگی کا دار و مدار ہے اور دوسرے سے ہماری قومی زندگی وابستہ ہے۔ ان دو اہم مسئلوں سے ہماری مراد

● — ملک کا غذائی مسئلہ — اور
● — ملک کا تعلیمی مسئلہ

ہے۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس قدر یہ دونوں مسئلے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اسی قدر ان سے بے اعتنائی برتی گئی۔ آزادی ملنے پر ایک عرصہ گذر جانے کے باوجود نہ ملک کے غذائی مسئلہ پر قابو پایا جا سکا اور نہ ہی ملک کی پیش آمدہ ضرورت کے مطابق ہمارے ملک کے مروجہ نظام تعلیم میں تبدیلی کی گئی ہے۔ لہذا اب دونوں پہلوؤں کے بھیانک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ ملک کی غذائی صورت عقدہ لاینحل بن کر سامنے آ رہی ہے۔ مانا کہ اس بارہ میں ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی اور کچھ آفات سماوی کا بھی دخل ہے۔ لیکن اگر اس بات کو ابتدا ہی میں درجہ اولیت دیا جاتا اور ترقیاتی منصوبوں میں بھاری بھرکم مشینوں کی درآمد پر زور دینے کے ساتھ ساتھ اگر زراعت پر نسبتاً زیادہ زور دیا جاتا۔ یہ مسئلہ اس قدر پیچیدہ نہ بنتا۔ یہ تو خیر گذری کہ اس وقت دنیا کی فضاؤں میں صرف تیسری عالمگیر جنگ کے بادل صرف گرجتے ہی رہے۔ اور بین الاقوامی کشیدگیاں صرف سرد جنگ تک محدود رہیں اور بیرونی ممالک سے غلہ کی درآمد ممکن رہی۔ لیکن فرض کیجئے کہ بین الاقوامی...... جو سیاسیات کے اعتبار سے بھی اس بات کی فوری اور اشد ضرورت ہے کہ غذائی پہلو [illegible] سے ہمارے ملک کی پوزیشن زیادہ مضبوط ہو!!

موجودہ خطرہ حقیقی نہیں بلکہ مصنوعی ہے۔ اسے دور کرنے کی از حد ضرورت ہے کیونکہ موجودہ غذائی پوزیشن اس قدر نازک ہرگز نہیں جس طرح کہ یہ نظر آ رہی ہے۔ اس موقع پر حکومت کو چاہیئے اپنی پوری قوت ارادی کو عمل میں لاتے ہوئے ان ذخیرہ اندوزوں اور چور بازاری کرنے والوں کے خلاف خاص مہم چلائے۔ چونکہ یہ کام خالص حکومت کے دائرہ عمل میں ہے۔ اس لئے سارے ملک کی حکومتی مشینری کو حرکت میں آنے کی ضرورت ہے۔ کسی نتیجہ خیز عملی کارروائی کے بغیر اناج کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکال لینا کہ ملک واسیوں کی قوت خرید بڑھ گئی ہے۔ اور تیرہ روپے من کا اناج اس وقت پچیس تیس روپے من فروخت ہو رہا ہے۔ تو یہ بات خوش فہمی سے بڑھ کر کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اناج کے بغیر انسانی زندگی ہی محال ہے۔ اسی کو قائم رکھنے کے لئے عوام کو جس نرخ پر بھی میسر آئے غلہ خریدنا پڑتا ہے۔ پس گندم بلالحاظ نازکی دن جمہوریہ ہند کو توجہ دلاتا ہے کہ ذرا دیکھ تو سہی تیرے جمہور کا کیا حال ہے۔

دوسرا اہم مسئلہ ملک میں رائج شدہ نظام تعلیم میں مناسب تبدیلی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگلے وقتوں میں غیر ملکی حکمرانوں کو اپنا کام چلانے کے لئے جس قسم کے نظام تعلیم کی ضرورت تھی۔ اس کے مطابق انہوں نے ایک ڈھانچہ تیار کیا۔ مگر اب جبکہ ہمارا ملک آزاد ہے اور اسے دنیا کے دیگر آزاد ملکوں کے قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ جدید تقاضوں کے مطابق ملک کے نظام تعلیم میں ایسی تبدیلی لائی جائے جس سے بے روزگاری کا مسئلہ حل ہو کر ملک کا اقتصادی ڈھانچہ بھی درہم برہم نہ ہو اور طلباء کی بڑھتی ہوئی بے راہ روی کی روک تھام کے ساتھ ساتھ ڈسپلن کا قیام بھی عمل میں آ جائے مثال کے طور پر جہاں تک بے روزگاری کا تعلق ہے۔ اگر نئی پود کی تعلیم کا اس ڈھنگ سے اہتمام کیا جائے کہ ایک حد تک ضروری تعلیم حاصل کر لینے کے بعد بجائے نوکریوں کی طرف دوڑنے اور مختلف محکموں کے چکر کاٹنے کے وہ قابل صناع اور لائق ہنرمند ہوں تو بے روزگاری کا مسئلہ بھی حل ہو جائے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے صرف لائق اور قابل ذہنوں کو آگے نکلنے کا موقع مل جائے۔ پھر جہاں تک خواتین کی تعلیم کا مسئلہ ہے یہ مختلف طبقات میں مختلف فیہ چلا آتا ہے اور غالباً چلا جائے گا۔ لہذا اس بارہ میں کوئی ایک نظریہ تو قائم نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ تقاضائے ملافت بھی یہ سیکھنے کی اجازت تو ضرور دیتا ہے۔ ان کے لئے ان کے فطری تقاضوں اور سماجی ضرورتوں کا لحاظ رکھنے کی از حد ضرورت ہے۔

ہمارے خیال میں مادی تعلیم کے ساتھ ساتھ روحانی اور اخلاقی قدروں کے چراغ روشن کرنا انسانیت کی خدمت اور اس کی قدر و منزلت کو پہچاننے کے لئے نہایت ضروری ہے اس لئے نئے نظام تعلیم میں اس اہم حصہ کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں مناسب ہے کہ مغرب کی اندھا دھند تقلید کی بجائے اس کی غلط رویوں سے سبق حاصل کیا جائے حقیقت یہ ہے کہ مغرب اگر مادی ترقی میں اوج کمال کو پہنچا تو روحانی قدروں کو یکسر نظر انداز کر دینے میں اس نے سخت غلطی کھائی یہی وجہ ہے کہ اپنی نام نہاد ترقی کے باعث وہ پرندوں کی طرح ہوا میں تو اڑنے لگا مچھلی کی طرح پانی کی تہہ میں میلوں میل دور جانے لگا۔ مگر افسوس زمین کی سطح پر انسان بن کر زندگی بسر کرنے میں وہ خطرناک طور پر فیل ہو گیا!! اگر وہ کامیاب ہوتا تو آج اپنے ہی ہاتھوں اپنے بنی نوع کی تباہی کے سامان تیار نہ کرتا جن کا تصور بھی انسانیت کو لرزہ براندام کر دیتا ہے۔

جہاں تک ملک میں اناج کے مسئلہ کے مستقل حل کا تعلق ہے خوشی کا مقام ہے کہ اب حکومت اس کی طرف خاص توجہ دے رہی ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم پنڈت نہرو جی نے ۳۰ جنوری کو گاندھی جی کی برسی کے سلسلہ میں منعقدہ ایک جلسہ میں جو تقریر فرمائی اس میں آپ نے اناج کی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا:

ہندوستان میں زرعی پیداوار میں اضافہ کی شدید ضرورت ہے۔ ہندوستان جیسا ملک اناج درآمد کرے یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ اس بات کی انتہائی ضرورت ہے کہ ہندوستان اناج کی درآمد بند کی جائے اور ہم اپنی ضرورت کا اناج پیدا کریں۔

اگرچہ آپ نے امید ظاہر کی کہ آئندہ دو تین سال میں ہندوستان اناج کے بارے میں خود کفیل ہو جائے گا۔ تاہم ان سب باتوں کے لئے حکومت اور عوام کی لگاتار محنت، کوشش اور تعاون کی ضرورت ہے۔

الغرض جن اہم مسائل کی طرف اس وقت فوری توجہ کی ضرورت ہے وہ یہی مذکورۃ الصدر دونوں مسئلے ہیں ان دونوں مسائل پر قابو پا لینا بلا شبہ ملک کی ظاہری اور باطنی زندگی کا موجب ہے۔

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کو اسلئے قائم کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو دنیا میں قائم کیا جائے

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ باوجود شدید بارشوں کے ایام کے جلسہ سالانہ کے دوران موسم بہت اچھا رہا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲ر جنوری ۱۹۵۹ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جلسہ سالانہ کے موقع پر

موسم کا سوال

ایسا ہوتا ہے جو انسانی اختیار میں نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کے متعلق کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے۔ اس دفعہ جلسہ سالانہ سے قبل اتنی بارش ہوئی کہ منتظمین گھبرا گئے۔ اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ تمام تنور خراب ہو گئے ہیں۔ اب ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں صرف یہی ہو سکتا ہے کہ لنگر خانہ کے تنور دن پر گذارہ کیا جائے۔ اور مہمانوں کو نصیحت کی جائے کہ وہ تھوڑے کھانے پر گذارہ کر لیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز بندوں کی دعاؤں کو قبول کیا اور بارش کے بعد

جلسہ سالانہ کے ایام

بڑے آرام سے گزر گئے اور منتظمین نے مہمانوں کو کھانا بھی سہولت سے کھلا لیا۔ مجھے یاد ہے جب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہام الٰہی سے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی ہے۔ صرف ۱۹۲۸ء میں ۲۸ر دسمبر کو جلسہ کے موقع پر بارش ہوئی۔ جب بارش قریباً سارا دن جاری رہی تو میں نے اعلان لکھا جس میں یہ ذکر کیا کہ چونکہ بارش کی وجہ سے سب دوستوں کا ایک جگہ جمع ہو کر دعا کرنا مشکل ہے اس لئے سوا پانچ بجے میں دعا کروں گا۔ سب دوست اپنے اپنے کمروں میں اس وقت دعا میں شامل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے

کہ ابھی اس اعلان کی نقلیں ہی ہو رہی تھیں کہ بارش بند ہو گئی اور اس نے مجھے دو گھنٹہ تک اس امر پر تقریر کرنے کی توفیق عطا فرمادی کہ قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور اس کے مطالب کے سمجھنے کے لئے کن امور پر غور کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اس تقریر کے دوران میں بھی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بارش ہوتی رہی مگر لوگ شوق سے بیٹھے رہے اور اس طرح یہ جلسہ بخیر و خوبی گذر گیا۔

اسی طرح ۱۹۴۶ء کے جلسہ سالانہ میں بھی آخری روز شدید بارش ہوئی مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے تقریر کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔ غرض اللہ تعالیٰ نے

ہر جلسہ پر فضل کیا

اور بارش کی وجہ سے اس میں کوئی روک پیدا نہیں ہوئی۔ جلسہ سالانہ کے بعد بالعموم سردی زیادہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس دفعہ بھی سردی زیادہ ہو گئی ہے اس لئے جلسہ کی تقریروں اور ملاقاتوں کی وجہ سے جو کوفت مجھے ہوئی اسے دور کرنے کا بہت کم موقع ملا۔ اس کے علاوہ مجھے ٹانگ میں درد کی تکلیف تھی۔ اور زبان پر زخم تھے۔ میرا خیال تھا کہ شاید میں جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر نہیں کر سکوں گا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے میں نے جلسہ پر پچھلے سال سے بھی لمبی تقریریں کی ہیں۔ اور اس کے باوجود کہ ابھی تکلیف موجود ہے۔ لیکن خراش اور زخم زیادہ نہیں ہوئے اور جو تکلیف باقی ہے وہ بھی خدا تعالیٰ نے فضل کیا تو دور ہو جائیگی

گھبراہٹ اس وجہ سے ہے

کہ ٹانگ کی تکلیف پر دسواں مہینہ جا رہا ہے اور ابھی تک یہ تکلیف دور نہیں ہوئی ایسا نہ ہو کہ یہ تکلیف مزمن ہو جائے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور سردی کم ہو گئی تو جہاں عام کمزوری دور ہو جائے گی وہاں ٹانگ کے درد میں بھی کمی آجائے گی اور جسم میں بھی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ موجودہ بیماری کی وجہ سے میں زیادہ چل پھر نہیں سکتا۔ اس سے پہلے میں جب مری میں تھا تو دو دو میل تک سیر کے لئے چلا جاتا تھا۔ جابہ آیا تو وہاں ایک میل تک چلنا بھی دوبھر معلوم ہوتا تھا۔ ایک لمبی دفعہ دو تین فرلانگ چلنے سے تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ گرمی کے آنے پر جسم میں طاقت آگئی تو میں پھر انشاء اللہ چلنے پھرنے لگوں گا۔ جس سے

صحت میں فرق پڑ جائے گا

سارا دن بیٹھے رہنے سے صحت پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ جو شخص ہر وقت بیٹھا رہتا ہے اس کی صحت بگڑ جاتی ہے اسلئے جب تک مجھے چلنے پھرنے کی توفیق تھی میری طبیعت بحال رہتی تھی۔ اب بھی جب میں چلنے پھرنے لگوں گا تو طبیعت سنبھلنی شروع ہو جائیگی بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس جلسہ کے موقعہ پر ہمیں سمجھایا ہے کہ سارے کام خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اور جب ہمارے سب کام اللہ تعالیٰ نے ہی کرنے ہیں تو ہماری جماعت کو ہمیشہ اپنی نظر خدا تعالیٰ پر رکھنی چاہیئے وہی جماعت کی ترقی اور اسلام کو دوبارہ غالب کرنے کے سامان کرے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس وقت

سب سے زیادہ مظلوم اسلام ہے

اور باوجود اس کے کہ اسلام نے سارے ادیان کی تعریف کی ہے اور تمام پچھلے انبیاء کی عزت کی ہے۔ ان انبیاء کی امتوں کے لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لائی اور اس نے آپ لوگوں کو اس لئے کھڑا کیا کہ اسلام کی خوبیاں بتا کر اور اس بات کو روشن کر کے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کی امتوں پر مہربان تھے۔ آپ کی عزت کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں۔

یہ بات یاد رکھیں

کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم ہونے سے ہی خدا تعالیٰ کی عزت دنیا میں قائم ہوگی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ایک بالا ہستی ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظمت کو دنیا میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی قائم کیا تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر جب مسلمانوں پر کفار کا نرغہ بڑھ گیا تو اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کی۔ وہ یہی تھی۔ کہ اے اللہ اگر یہ مختصر سا گروہ جو تیرے نام کو دنیا میں بلند کر رہا ہے ہلاک ہو گیا تو قیامت تک دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ بیشک خدا خدا ہی ہے اور بندہ بندہ ہی ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

خدا تعالیٰ کی عزت

کو دنیا میں قائم کیا تھا۔ اور اگر دنیا میں خدا تعالیٰ کا نام باقی رہ سکتا ہے۔ تو اسی صورت میں رہ سکتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام باقی رہے۔ پس اپنی جانوں کی خاطر ہی نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہمیں یہ دعائیں کرتے رہنا چاہیئے کہ اے اللہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ اس سے صرف ہمیں ہی عزت حاصل نہیں ہوتی بلکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور تیری ذات کو بھی عزت حاصل ہوتی ہے اس لئے تو ہماری مدد فرما۔ اور ہماری تائید میں

اپنے فرشتوں کو نازل فرما

تا تیرا نام بھی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی دنیا میں روشن ہو اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر ظاہر ہو۔

پتہ مطلوب ہے

مکرم محمد رمضان صاحب [illegible] ولد غلام احمد صاحب سابق دیہاتی مبلغ ساکن بھوسان ڈاکخانہ بدھنی ضلع ریاسی کشمیر کو ایک رجسٹری بھجوائی گئی تھی جو واپس آگئی ہے وہ خود اگر اس اعلان کو پڑھیں یا کسی اور دوست کو ان کے ایڈریس کا علم ہو تو براہ کرم دفتر کو مطلع فرمادیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) ایک غیر مسلم دوست جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے ایک محکمانہ امتحان میں شریک ہو رہے ہیں احباب جماعت سے امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے متوجہانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

(۲) مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب پنیسولی درویش جو ایک سال سے نیم فالج سے بیمار ہیں لیڈی ہسپتال علاج و تبدیلی آب و ہوا کیلئے بچوں کے پاس گئے ہیں۔ چل پھر نہیں سکتے۔ مکرم مستری اسمٰعیل صاحب درویش جن کی ہنسلی اور تین پسلیاں گرنے سے ٹوٹ گئی تھیں ابھی تک فریش ہیں۔ گو حالت پہلے سے بہتر ہے۔ احباب ہر دو کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار ملک صلاح الدین ایم۔ اے [illegible] قادیان

اعلان نکاح [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible] ۱۹۵۸ء کو مسجد مبارک ربوہ [illegible] عزیزم نعیم احمد [illegible] صاحب [illegible] کی عزیزہ صادقہ قمر ہاشمیہ صاحبہ بنت سید محمود [illegible] صاحب کے [illegible] نکاح کا اعلان فرمایا۔ احباب [illegible] بابرکت ہونے کیلئے دعا فرمائیں۔ [illegible] ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان۔

بیرونی ممالک میں اشاعت اسلام اور اس کے خوشکن نتائج

تفسیر صغیر، تفسیر کبیر اور دیگر احمدی لٹریچر خرید کرنے کی تحریک

جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۸ء کے دوسرے روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت سے خطاب

جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء کے دوسرے روز یعنی ۲۷ دسمبر کو نماز ظہر و عصر پڑھانے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لائے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض افراد کے نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ جس کی تفصیل الفضل مورخہ یکم جنوری ۱۹۵۹ء میں آ چکی ہے۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ شفیق احمد صاحب نے فرمائی جس کے بعد مکرم ثاقب صاحب زیروی نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں حضور نے جماعت احمدیہ ماریشس کے نمائندہ محترم ہاشم خان صاحب مخدوم کو اپنی جماعت کی طرف سے ایڈریس پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مخدوم صاحب موصوف نے سٹیج پر تشریف لا کر اپنی جماعت کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس کے بعد حضور نے اپنی تقریر شروع فرمائی جو تفصیلی طور پر جلد ہی احباب کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔ اس تقریر کا خلاصہ جو اخبار الفضل ۲۵ جنوری میں شائع ہوا ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کی خریداری کی تحریک

حضور نے فرمایا:۔

پچھلے سال میں نے قرآن کریم کی تفسیر صغیر لکھی تھی۔ یہ تفسیر نہ صرف لوگوں پر حق کھولنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوئی ہے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے جماعت کی روحانی اور علمی ترقی کا موجب ہوتی رہے گی۔ یہ تفسیر غیر احمدیوں میں بھی مقبول ہو رہی ہے۔ اور بڑی کثرت سے ان کے تعریفی خطوط آتے رہتے ہیں۔

اس سال خدا کے فضل سے

تفسیر کبیر

کی بھی دو جلدیں میں نے لکھوا دی ہیں جو سورۃ مریم سے سورۃ فرقان کی سورتوں کی تفسیر پر مشتمل ہیں۔ اور یہ دونوں تفسیریں الشرکۃ الاسلامیہ کے دفتر سے مل سکتی ہیں۔ اس کمپنی میں جماعت کے دوستوں کا ہی روپیہ لگا ہوا ہے۔ لیکن ابھی تک یہ کمپنی نفع پیدا نہیں کر سکی۔ اگر دوست اس کی شائع کردہ کتابوں کو خریدیں تو امید ہے کہ آہستہ آہستہ نفع بھی آنے لگ جائے گا۔

دوستوں کو چاہیئے کہ وہ تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر دونوں کو کثرت سے لوگوں میں پھیلائیں تا انہیں قرآن کریم سے تعلق پیدا ہو جائے۔ قرآن کریم ہی ایک ایسی چیز ہے جو دلوں میں نور پیدا کرتی ہے اگر آپ لوگ اسے دوسرے لوگوں میں پھیلا دیں گے تو احمدیت کی مخالفت ان کے دلوں سے کم ہو جائے گی۔ بے شک آپ خود بھی نیک باتیں پھیلانے کی کوشش کریں۔ مگر آپ کی باتوں اور قرآن کریم میں بہت بڑا فرق ہے۔ قرآن کریم میں یہ خوبی ہے کہ اگر تعصب کے بغیر اس کا مطالعہ کیا جائے تو وہ مخالف پر اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔

"تاریخ احمدیت"

حضور نے فرمایا:۔

اس سال تاریخ احمدیت کی بھی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے جو ۱۸۸۹ء تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ دوستوں کو اس کی اشاعت کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔

ریویو آف ریلیجنز کے متعلق

ایک کمیشن کا تقرر

فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس ہزار تک پہنچ جائے لیکن ابھی تک باوجود کوشش کے اس کی اشاعت ایک ہزار تک ہی پہنچی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر انجمن اور تحریک جدید کی اعانت کے باوجود اس کا صرف اتنی تعداد میں شائع ہونا عملہ کی غفلت کی علامت ہے میں آئندہ سال کے لئے مولوی جلال الدین صاحب شمس اور چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ پر مشتمل کمیشن مقرر کرتا ہوں۔ وہ ہر ماہ میرے پاس رپورٹ کیا کریں کہ اس رسالہ کی اشاعت کے سلسلہ میں کیا کام ہو رہا ہے۔ اور اگر عملہ سست رہا ہو تو اس کی اصلاح کا کیا طریق اختیار کیا گیا ہے۔

روزنامہ الفضل کی خریداری

کو

وسیع کرنے کی ضرورت

فرمایا:۔

الفضل کے متعلق بھی میں ہر سال ہی توجہ دلاتا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس اخبار نے پہلے سے بہت ترقی کی ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی اشاعت اس معیار پر نہیں پہنچی جس معیار تک اسے پہنچنا چاہیئے تھا۔ جماعت کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے برابر ترقی کر رہی ہے مگر الفضل کی اشاعت تین ہزار کے قریب ہی رہتی ہے۔ حالانکہ اب تک اس کی تعداد کو اس سے بہت بڑھ جانا چاہیئے تھا۔ چونکہ غریب آدمی کے لئے سال بھر کا چندہ یک ہی قسط میں دینا بہت مشکل ہوتا ہے اس لئے اشاعت کا [illegible]۔ اس کے سلسلہ میں مقامی ایجنٹ مدد دیتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ بعض مقامی ایجنٹوں نے دیانتداری کا نمونہ نہیں دکھایا۔ جو جماعت احمدیہ اب تک پیش کرتی رہی ہے۔ انہوں نے الفضل کی بعض رقوم مرکز میں روانہ نہ کیں۔ جس کی وجہ سے الفضل کو مالی لحاظ سے نقصان پہنچا۔

بیرونی ممالک میں اشاعت اسلام کی مساعی

بیرونی ممالک میں اشاعت اسلام کی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے سب سے پہلے فلپائن کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس ملک میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمان پہنچ گئے تھے۔ لیکن جب سپین اور پرتگال نے اس پر قبضہ کیا تو عیسائیوں نے مسلمانوں کی گردنوں پر تلواریں رکھ کر ان سے عیسائیت قبول کروا لی۔ میری خواہش تھی کہ اس ملک میں دوبارہ اسلام کی اشاعت کی جائے۔ چنانچہ میں نے تحریک جدید کو اس طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے کوشش کی کہ فلپائن میں مبلغ بھیجا جائے لیکن وہاں کی حکومت نے اس کی اجازت نہ دی۔ اس پر انہوں نے یہ تدبیر کی کہ اس ملک میں لٹریچر بھجوانا شروع کیا جس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو احمدیت سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر بدرالدین صاحب جو احمدیت کے عاشق صادق ہیں۔ چندہ بھی بڑی مقدار میں دیتے ہیں اور تبلیغی جوش بھی رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی پریکٹس کا نقصان کر کے چند ماہ فلپائن میں تبلیغ کے لئے وقف کئے جس کے نتیجہ میں وہاں کی جماعت تین سو سے زیادہ ہو گئی۔ اس جماعت کے پریذیڈنٹ وہاں کے ایک مقامی دوست حاجی [illegible] ہیں۔ جو نہایت مخلص اور سرگرم مبلغ ہیں۔ ان کے ذریعہ وہاں بڑے طبقہ میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ [illegible] ایک جزیرہ کا گورنر بھی احمدی ہو گیا تھا مگر باغیوں نے اسے قتل کر دیا۔ اب ایک ڈپٹی [illegible] احمدی ہوا ہے۔ وہاں کے ایک نوجوان کو ربوہ بلا کر تعلیم دلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مگر فلپائن کی حکومت اسے پاسپورٹ دینے میں روک ڈال رہی ہے۔ اسی عرصہ میں فلپائن کا ایک مخلص احمدی اسامہ نامی باوجود گورنمنٹ کی روکوں کے فلپائن سے برٹش بورنیو آ گیا اور وہاں سے [illegible] ربوہ پہنچ گیا۔ اب وہ تعلیم پا رہا ہے۔ اس کی صحت کچھ خراب ہے۔ مگر اب اس کا لاہور میں علاج کروا رہے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے [illegible] دے اور پھر اسے اپنے ملک میں کام کرنے کی توفیق دے۔ اس علاقہ میں جو افراد احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ ان میں سے بڑی تعداد یونیورسٹی کے طالب علموں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح گرلز کالج کی بہت سی لڑکیاں اسلام میں داخل ہوئی ہیں۔

برٹش بورنیو میں تبلیغ اسلام

حضور نے فرمایا:۔

برٹش بورنیو میں بھی تبلیغ اسلام جاری ہے۔ اس ملک میں ایک انگریز گورنر نے مقامی علماء کو ملا کر ہماری جماعت کے خلاف محاذ قائم کر لیا تھا۔ ڈاکٹر بدرالدین صاحب نے دلیری سے گورنر اور گورنمنٹ کا مقابلہ کیا۔ اور وہ علاقہ جس میں گورنر چاہتا تھا کہ احمدیت نہ پھیلے وہاں کے کچھ لوگوں کو اپنے پاس بلا کر تبلیغ کی۔ اور وہ ۱۰ احمدی ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان لوگوں کے ذریعہ اس علاقہ میں مسجد بنانے کی کوشش بھی شروع کر دی ہے۔ اس جزیرہ کے ایک ڈپٹی کمشنر نے ہمارے مبشر قاضی محمد سعید صاحب انصاری کو اپنے علاقہ میں تبلیغ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ بلکہ دھمکی دی کہ میں گرفتار کر لوں گا۔ ہم نے گورنمنٹ برطانیہ سے احتجاج کیا۔ چونکہ انگلستان میں ظاہری طور پر رواداری بہت ہے۔ اس حکومت کے گورنر سے انگلستان کی حکومت نے جواب طلبی کی۔ گورنر نے عام قاعدہ کے مطابق ڈپٹی کمشنر سے رپورٹ مانگی۔ ڈپٹی کمشنر نے جھوٹا جواب دیا اور کہا کہ انصاری صاحب نے ملک میں بغاوت پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔

اور میری ہتک کی تھی۔ انگریزی دستور کے مطابق گورنر نے اس کو جواب کے صحیح تسلیم کیا اور حکومت انگلستان نے بھی ہمارے پاس معذرت کردی۔ ہم نے اپنے مبلغ کو سمجھا دیا کہ حکومت کے افسروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آخر اختیار ان کے پاس ہے

امریکہ

فرمایا:۔
امریکہ میں زیادہ تر حبشی لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اور ان میں سے بعض نہایت مخلص ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس سال سالانہ کانفرنس بڑے زور سے اسلام کی اشاعت کرنے اور وصیت کی تحریک کو ہر احمدی تک پہنچانے کا عہد کیا ہے۔ چند سفید فام افراد بھی احمدی ہوئے ہیں جن میں سے ایک کیپٹن کا ریٹائرڈ فوجی افسر ہے۔ ایک جہازوں کا کمانڈر جو سفید رنگ کا ہے۔ وہ بھی احمدی ہوا ہے۔ ایک سفید فام نومسلمہ نے ہمارے مبلغ شکر الہٰی صاحب سے شادی کرلی ہے۔ اور وہ تبلیغ کا جنون رکھتی ہے۔ ایک حبشی نوجوان وہاں کی ایک اعلیٰ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے جب وہ تعلیم سے فارغ ہوگا۔ تو ملک میں اشاعت اسلام کا انشاء اللہ بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوگا۔

(اس تقریر کے بعد نیویارک کے ایک نومسلم کا خط ملا ہے کہ نیویارک میں اب احمدیت بہت مقبول ہو رہی ہے۔ اور جلد جلد پھیل رہی ہے۔ اسی طرح جو لوگ پہلے کچھ کمزور ہو گئے تھے۔ وہ بھی اب مسجد میں آنے لگ گئے ہیں)

انگلستان

اس ملک میں سب سے پہلے ہمارا مشن قائم ہوا تھا۔ مگر بہت کم لوگ احمدی ہوئے۔ اب مولود احمد صاحب کے ذریعہ تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف خصوصیت سے توجہ کی جا رہی ہے۔ اور چند بیعتیں بھی آئی ہیں۔ ایک احمدی نوجوان کو ایک شخص نے ورغلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنے ایمان پر بڑی مضبوطی سے قائم رہا اور متزلزل نہ ہوا۔ میرا منشاء ہے کہ انگلستان میں دو اور مقامات پر بھی جن سے جنوباً اور شمالاً ہر جگہ اسلام کا اثر ہو۔ مساجد بنائی جائیں۔ اس سلسلہ میں مولود احمد صاحب کو ہدایات بھجوائی جا چکی ہیں۔

جرمنی

جرمنی کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی بہت کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہیمبرگ میں مسجد بنائی ہے۔ بلکہ فرانکفورٹ میں بھی جو جرمنی کا بڑا شہر ہے مسجد کے لئے جگہ خریدی ہے۔ اور ان کے تازہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہاں مسجد بنانے کے لئے جا رہے ہیں

(اب جلسہ کے بعد ان کا خط ملا ہے جس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اب احمدیت کی مقبولیت لوگوں میں بڑھ رہی ہے۔ اور کثرت سے نئے آدمی جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بعض بیعتیں بھی بھجوائی ہیں) چوہدری عبداللطیف صاحب کے ساتھ مسٹر عبدالشکور صاحب کنزے بھی جو پہلے جرمن نومسلم ہیں۔ کام کر رہے ہیں اور لطیف صاحب نے ان کی تعریف کی ہے۔ اب جرمن لوگوں کی خواہش پر ایک اور پاکستانی مبلغ جرمنی بھجوایا گیا ہے۔

سوئٹزرلینڈ

اس علاقہ میں شیخ ناصر احمد صاحب کام کر رہے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف کی طرح انتظامی لحاظ سے تو کمزور ہیں۔ لیکن تبلیغی روح دیکھنے کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ ان کے ذریعہ سوئٹزرلینڈ کے ساتھ ملتے ہوئے جرمنی اور آسٹرین علاقہ میں اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور کئی لوگ اسلام میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ چنانچہ جلسہ کے بعد انہوں نے دو بیعتیں سوئٹزرلینڈ کے ملتے ہوئے علاقہ سے بھجوائی ہیں)

سکنڈے نیویا

یہ روس سے ملتا ہوا یورپین علاقہ ہے۔ اور ہالینڈ، بلجیم، جرمنی اور انگلستان کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس علاقہ کی ایک حکومت فن لینڈ کہلاتی ہے۔ چونکہ یہ علاقہ ترکوں کے علاقہ سے بہت قریب ہے۔ اس لئے اس ملک میں لاکھوں ترک سینکڑوں سال سے بس رہے ہیں۔ انہوں نے اب تک احمدیت قبول نہیں کی۔ مگر ہمارے مبلغ کو بلا کر اپنے علاقہ میں انہوں نے تقریریں کروائیں۔ دوسری حکومت اس علاقہ کی سویڈن کہلاتی ہے۔ پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ سویڈن میں مسجد بنائیں۔ لیکن ایک جرمن نومسلمہ نے لکھا کہ میں نے ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں جگہ تجویز کی ہے۔ میں نے سیٹھ محمد یوسف صاحب کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس جگہ کو دیکھ کر رپورٹ کریں۔ اگر انہوں نے بھی اس کے حق میں رپورٹ کی تو اس علاقہ میں مسجد بنانے کی مشرقی افریقہ کی جماعتوں کو تحریک کی جائے گی۔ کیونکہ ہمارے ملک کے ایکسچینج کی حالت خراب ہے۔ اور ہمارے لئے زرمبادلہ کے حاصل کرنے میں دقت ہے۔

مشرقی افریقہ

مغربی افریقہ کی طرح اس علاقہ کے بعض احمدی بھی مالدار ہیں۔ بلکہ یہاں خدا تعالیٰ احمدیت کی امداد کی تحریک غیر مسلموں کے دلوں میں بھی پیدا کر رہا ہے۔ یوگنڈا کے ایک شہر جنجہ میں مسجد تعمیر ہوئی تو اس کے لئے بہت سا سامان ایک سکھ تاجر نے دیا۔ نیز اس نے وعدہ کیا کہ آئندہ یوگنڈا میں جتنی مساجد بھی تعمیر کی جائیں۔ ان کے لئے میں لکڑی لوہا اور سیمنٹ مہیا کرنے میں پوری مدد دوں گا۔

مارلیشس

اس جماعت کا ایک نمائندہ یہاں جلسہ سالانہ پر آیا ہوا ہے۔ اور اس نے میری اجازت سے جماعت کے سامنے ایڈریس بھی پیش کیا ہے۔ یہ جماعت خلافت ثانیہ کے آغاز میں قائم ہوئی تھی۔ اب وہاں کئی فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ لیکن جماعت کے مخلص نوجوان اس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ چونکہ حکومت بھی مخالف ہے۔ اس لئے ان کے رستہ میں بعض دقتیں پیش آرہی ہیں۔

سیلون

اس علاقہ میں مارلیشس سے بھی پہلے جماعت قائم ہوئی تھی۔ اور میں نے اپنی خلافت کے اوائل میں حافظ صوفی غلام محمد صاحب کو وہاں بھجوایا تھا۔ جنہیں بعد میں مارلیشس بھجوا دیا گیا۔ اب اس ملک میں بھی کچھ فتنے پیدا ہو رہے ہیں اور تامل بولنے والے ہندوستانی ہماری مخالفت کر رہے ہیں۔ ہماری پالیسی ہمیشہ یہ رہی ہے کہ ہم مقامی باشندوں کی تائید کریں۔ اس لئے میں نے یہاں کے قدیم باشندوں کی تائید کی ہدایت دی۔ مگر ہمارے مبلغ نے ان کی زبان سنہالی میں لٹریچر بھی شائع کیا۔ جس کی وجہ سے قدیم باشندے تو ہمارے مؤید ہو گئے۔ لیکن تامل بولنے والے جو اکثریت میں ہیں۔ ہمارے مخالف ہو گئے ہیں۔ دوست دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کی مشکلات کو دور فرمائے اور جماعت کو وہاں مسجد بنانے کی توفیق مل جائے۔

زراعت

اس کے بعد حضور نے مسئلہ زراعت کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ غلہ کی زیادتی کا تعلق اتنا سیاست سے نہیں جتنا مذہب سے ہے۔ پاکستان اور ہندوستان دونوں ملکوں میں غلہ کم پیدا ہو رہا ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے بڑی مقدار میں زرمبادلہ ضائع ہو رہا ہے ہمارے زمینداروں کو بھی "غلہ زیادہ اگاؤ" کے سلسلہ میں حکومت سے تعاون کرنا چاہیئے۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کوشش کا تعلق زیادہ تر آسمانی تدبیروں سے ہے۔ اس لئے دنیوی تدابیر کے ساتھ ساتھ ہماری جماعت کو دعاؤں سے بھی کام لینا چاہیئے۔ تا اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی فصلوں میں برکت دے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایکڑ سے ۵۲۵ من بلکہ اس سے بھی زیادہ پیداوار ہوسکتی ہے۔ اگر ۵۲۵ من فی ایکڑ بھی غلہ پیدا ہو تو پاکستان میں کاشت ہونے والی زمین کے لحاظ سے چونسٹھ چونسٹھ ارب من سے زیادہ صرف گندم پیدا ہوسکتی ہے چاول وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔ اگر اتنا ہی ان کو بھی سمجھ لیا جائے تو ہمارے ملک میں پچاس ارب من غلہ پیدا ہوسکتا ہے اور تمام ملک کو خوراک دینے کے علاوہ ہمارے پاس اتنا غلہ بچ سکتا ہے کہ اسے غیر ممالک میں بھیج کر کروڑوں پونڈ کمایا جاسکے۔ مگر ضرورت یہ ہے کہ سچے طور پر محنت کی جائے۔ ہمارے ملک کا زمیندار محنت سے جی چراتا ہے۔ ورنہ یہاں ایک دو ایکڑ زمین کا مالک بھی بآسانی اپنا کنبہ پال سکتا ہے۔ اگر ہمارے ملک کے زمیندار بھی اٹلی۔ ہالینڈ اور جاپان کی طرح محنت سے کام لیں تو ہمارا ملک بہت جلد مالدار ہوسکتا ہے۔ اور اس سے ہمیں اشاعت اسلام کی مساعی میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ کیونکہ اگر آمد ہمارا ملک پیدا کرنے لگ جائے تو پاکستان ہمارے مبلغوں کو زرمبادلہ کثرت سے دے سکے گا۔ اور بیرونی جماعتوں کی مدد سے ہر ملک کے ہر بڑے شہر میں مسجد بن جائے گی۔ اور اس طرح یورپ جو اب تثلیث کا گڑھ ہے آئندہ توحید کا علمبردار ہو جائے گا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت ساری دنیا میں قائم ہو جائے گی۔

حضور نے فرمایا:۔
"غلہ زیادہ اگاؤ" کی مہم کے سلسلہ میں حیوانی، نباتاتی اور مصنوعی کھاد کے استعمال پر زور دیا جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ مصنوعی کھاد اکیلی استعمال کی جائے تو زمین خراب ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اس کا استعمال حیوانی اور نباتاتی کھاد کے ساتھ ملا کر کیا جائے تو وہ بہت مفید ہوسکتی ہے۔ اسی طرح نباتاتی کھاد کے طور پر برسیم کی بجائے جس پر ہمارے ملک میں زور دیا جاتا ہے سورج مکھی کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ سورج مکھی برسیم کی نسبت وسیع رقبہ میں کاشت ہو سکتی ہے۔ امریکہ کے لوگ سورج مکھی سے نہ صرف کھاد کا کام لیتے ہیں۔ بلکہ اس کی مدد سے مرغی خانے اور ڈیری فارم بھی چلاتے ہیں مرغیاں اور گائے بیل اسے شوق سے کھاتے ہیں اور ان کے دودھ اور انڈے بڑھتے ہیں۔

وقف جدید اور تحریک جدید

حضور نے فرمایا:۔
تحریک جدید کو قائم ہوئے انتیس سال ہوچکے ہیں۔ اور وقف جدید کے قیام پر ابھی ایک سال کا عرصہ گزرا ہے۔ وقف جدید میں

نصرتِ الٰہی کا عجیب و غریب نشان

خود بروں آ از پئے ابراءِ من
اے تو کہف و ملجا و ماوائے من

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

غالباً گذشتہ جلسہ سالانہ کے ایام میں دسمبر کی ۲۷ تاریخ تھی اور صبح یعنی قبل دوپہر کا وقت تھا اور میں اپنے مکان میں جلسہ پر آنے والے احباب کی ملاقات میں مصروف تھا کہ میرے کانوں میں جلسہ گاہ سے ایک نہایت سریلی اور دلکش آواز پہنچی۔ میں نے توجہ لگا کر سنا تو کوئی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ فارسی نظم پڑھ رہے تھے جو حضور نے اپنی کتاب "حقیقۃ المہدی" میں لکھی ہے اور اس میں اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں خدا کو مخاطب کر کے بڑے درد ناک اور دل سوز رنگ میں خدا سے عرض کیا ہے کہ اے میرے آقا تو میرے دل کے بھیدوں سے آگاہ ہے اگر تو سمجھتا ہے کہ میں (نعوذ باللہ) ایک ناپاک انسان ہوں اور لوگوں کو تیرا نام لے لے کر گمراہ کر رہا ہوں تو تو مجھے ذلت کی مار سے تباہ و برباد کر دے اور میرے دشمنوں کو راحت اور خوشی پہنچا۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میں تیرا ایک راستباز بندہ ہوں اور تیری محبت میری روح کی غذا ہے تو پھر اے میرے آقا تو میری مدد کے لئے خود آ جا اور مجھے اپنے فضلوں سے نواز اور اپنے زبردست نشانوں کی روشنی سے میری صداقت کو ظاہر فرما دے۔

ان شعروں نے مجھے ملاقات کرنے والوں کی گفتگو سے غافل کر کے گویا بالکل مسحور کر دیا اور میں کافی دیر تک اس زبردست کلام کی لذت سے مخمور رہا اور میرے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز اٹھی کہ اگر ان اشعار کے لکھنے والا انسان نہ صرف خدائی گرفت سے بچ جاتا ہے بلکہ خدائی تائید اور اس کی غیر معمولی نصرت سے روز افزوں حصہ پاتا ہے تو دنیا کا کوئی **صحیح الدماغ انسان** اسے جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ میں یہ اشعار ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ناظرین انہیں غور سے پڑھیں اور پھر خدا کو حاضر و ناظر جان کر انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ ان کا نورِ ضمیر اس معاملہ میں کیا فتویٰ دیتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو می بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دید استی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار
ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برار
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کار کن
اندکے افشائے آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ
واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراءِ من
اے تو کہف و ملجا و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی
ہم ازاں آتش رُخِ من بر فروز
ویں شبِ تارم مبدل کن بروز

ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ:-

"اے قادر و مقتدر خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔ اے میرے آسمانی آقا جو اپنے بندوں کے لئے بے حد رحیم و مہربان ہے اور ان کی ہدایت کا ہمیشہ متمنی رہتا ہے۔ اے وہ سمیع و بصیر ہستی جو دلوں کی گہرائیوں پر نظر رکھتی ہے جس پر زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔ اگر تو مجھے فسق اور شرارت اور گمراہی میں مبتلا پاتا ہے اور اگر تو دیکھتا ہے کہ میں ایک بدفطرت اور گندہ انسان ہوں تو اے میرے خالق و مالک تو مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر کے نابود کر دے۔ اور میرے مخالفوں کے گروہ کو خوشی پہنچا۔ ان کے دلوں پر اپنی رحمت کی بارشیں نازل کر اور ان کو ان کی ہر مراد عطا فرما۔ اور اس کے مقابل پر میرے گھر کے در و دیوار پر آگ برسا اور میرا دشمن ہو جا اور میرا انجام کار دبار تباہ و برباد کر دے۔ لیکن اے میرے آقا اگر تو دیکھتا ہے کہ میں تیرے در کا سچا غلام ہوں اور اگر تو جانتا ہے کہ تیرا دروازہ میری پیشانی کی سجدہ گاہ ہے۔ اور اگر تو میرے دل میں اس پاک محبت کو پاتا ہے جس کے راز سے تو نے اس وقت تک دنیا کو بے خبر رکھا ہے تو اے میرے محبوب تو میرے ساتھ **محبت کا سلوک فرما** اور میرے دل کے راز کو دنیا پر کسی قدر ظاہر فرما دے۔ ہاں اے وہ جو کہ ہر تلاش کرنے والے کی طرف خود چل کر آتا ہے۔ اور ہر محبت میں جلنے والے کی اندرونی سوزش پر آگاہ ہے۔ میں تجھے اپنے اس تعلق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو میرے دل میں تیرے ساتھ ہے اور اس محبت کو گواہ بنا کر تجھے پکارتا ہوں جس کا بیج میں نے تیرے لئے اپنے دل میں بو رکھا ہے کہ تو **میری بریت کے لئے باہر نکل آ**۔ ہاں ہاں تو وہی تو ہے جو میری حفاظت کا قلعہ اور میری پناہ گاہ اور میری عزت کا پاسبان ہے۔ آ جا آ اور جو آگ تو نے میرے دل میں روشن کر رکھی ہے اور اس کے شعلوں سے تو نے اپنے غیر کو جلا کر بھسم کر دیا ہے اب اسی آگ سے اے میرے دل و جان کے مالک میرے منہ کو بھی روشن کر دے اور **میری اندھیری رات کو دن کی روشنی میں بدل دے**۔"

یہ وہ اشعار تھے جو ۲۷ دسمبر کی صبح کو میرے کانوں تک پہنچے اور مجھے انہوں نے بالکل مسحور کر دیا۔ میں نے کہا اگر کوئی خدا ہے (اور یقیناً ہے) اور اگر خدا کو دنیا میں **حکومت حاصل ہے** (اور یقیناً حاصل ہے) اور اگر **خدا کا یہ منشا ہے** کہ لوگ ہدایت پائیں اور گمراہیوں سے محفوظ رہیں (اور یقیناً اس کا یہی منشا ہے) تو پھر ایسے اشعار کا کہنے والا انسان یا تو جلد تباہ و برباد ہو کر خاک میں مل جائے گا اور یا اگر وہ محفوظ رہے گا اور ہر قسم کی مخالفت کے باوجود دن دگنی رات چوگنی ترقی پائے گا اور اس کے مخالف (باقی صفحہ ۔۔۔ پر)

بقیہ تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (صفحہ ۵)

ہو شامل ہو سکنے والوں کی درخواستیں برابر چلی آ رہی ہیں مگر ابھی یہ تعداد بہت کم ہے۔ میرے نزدیک وقف جدید میں شامل ہونے والوں کی تعداد کم سے کم ایک ہزار ہونی چاہیئے۔ اور اگر ان کی تعداد دس یا بیس ہزار ہو جائے تو اور بھی اچھا ہے۔ چونکہ وقف جدید میں تعلیم کا معیار صرف پرائمری ہے۔ اس لئے جماعت دس پندرہ ہزار معلم بڑی آسانی سے پیش کر سکتی ہے اس سال ۷۰ معلم وقف جدید میں کام کر رہے ہیں۔ اڑھائی ہزار روپیہ کے وعدے جماعت کی طرف سے آئے تھے جو پورے ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ صیغہ بڑی عمدگی سے اپنا کام کر رہا ہے۔ وقف جدید کی معرفت ۷۰۰ بیعت آئی ہے۔ جب کہ ارشاد و اصلاح کی معرفت صرف ۵۴ افراد سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اگر جماعت اپنی آمد بڑھانے کی کوشش کے نتیجہ میں چندہ کی مقدار بھی بڑھ جائے جس سے ہم اپنے کام سہولت سے وسیع کر سکیں گے۔ اگر جماعت وقف جدید کی طرف توجہ کرے تو اس سے نہ صرف ہم ملکی جہالت کو دور کر سکیں گے بلکہ بیماریوں کے دور کرنے میں بھی ہم ملک کی مدد کر سکیں گے۔ کیونکہ وقف جدید کے معلم تعلیم کے ساتھ ساتھ معالجہ بھی کرتے ہیں اور اس سے ملک کی بیماریوں کو دور کرنے میں مدد مل رہی ہے۔

اسی طرح جماعت کو تحریک جدید کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر اس کا چندہ بڑھ جائے تو ہمیں دنیا کے ہر ملک میں مسجد بنانے کی توفیق مل جائے گی اور اس طرح ہم اسلام کا جھنڈا دنیا کے ہر کونہ میں گاڑ سکیں گے۔ غیر ممالک میں اشاعت اسلام کا کام تحریک جدید کے سپرد ہے اور یہ کام اتنا وسیع ہے کہ جماعت کی پوری توجہ کے بغیر اسے کامیابی سے چلانا مشکل ہے۔ اسلام کو دنیا پر پھر سے غالب کرنے کا کام جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔ اس لئے اسے اس سلسلہ میں ہمیشہ مالی اور جانی قربانیوں میں پورے جوش سے حصہ لینا چاہیئے تاکہ ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

حضور کی یہ تقریر ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک جاری رہی۔ اور پھر حضور نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان گھر تشریف لے گئے۔

(الفضل ۲۰ فروری ۱۹۵۹ء)

پیشگوئی میں مصلح موعود کی تعیین

بشیر ثانی یعنی محمود کے متعلق کی گئی تھی

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں ایک وضاحت طلب امر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لڑکے بشیر اول کے متعلق اس کی زندگی میں یہ تحریر فرمایا تھا کہ وہ دین کا چراغ ہوگا۔ اور اسے مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تھا۔ اور ساتھ ہی اس سے بالکل الگ ایک اور لڑکے کی پیدائش کی بھی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور لکھا تھا کہ

"ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔"

(تتمہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء)

اس کے متعلق مخالفین کا تو یہ اعتراض ہے کہ بشیر اول جسے مصلح موعود قرار دیا گیا تھا فوت ہو گیا جس سے مصلح موعود والی پیشگوئی غلط نکلی اور اہل پیغام کا یہ خیال ہے کہ آپ نے دو الگ الگ لڑکوں کا ذکر فرمایا تھا جن میں سے ایک موجود تھا اور دوسرا آئندہ پیدا ہونے والا تھا۔ جو موجود تھا اسے آپ نے مصلح موعود سمجھا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ دین کا چراغ ہوگا۔ محمود کو جو آئندہ پیدا ہونے والا تھا آپ نے مصلح موعود قرار نہ دیا تھا۔ بلکہ اس کے متعلق الگ پیشگوئی تھی جس کے ماتحت وہ پیدا ہوا تھا۔ لہذا وجود محمود مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ وہ کسی آئندہ زمانہ میں پیدا ہوگا۔

پہلے اعتراض کا جواب

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اول کے نام چراغدین سے یہ خیال فرمایا تھا کہ وہ دین کا چراغ ہوگا۔ لیکن یہ صرف آپ کا ذاتی خیال تھا۔ اس کے مصلح موعود ہونے کے بارہ میں الہام میں کوئی تعیین نہ تھی۔ چنانچہ آپ نے اس کے بارہ میں سبز اشتہار کے ذریعہ سے کئی جواب دیئے تھے۔

اہل پیغام کے اعتراض کا جواب

اہل پیغام کے خیال کا جواب یہ ہے کہ آئندہ مصلح موعود کی پیدائش سے متعلق آپ نے کئی وضاحتیں فرمائی تھیں جن سے اس کی تعیین بشیر ثانی سے متعلق ہو گئی تھی۔ اور اس کے مطابق اس کی پیدائش وقوع میں آ گئی تھی۔

میں اس جگہ آپ کے جوابات نیز وہ تعیینات جو مصلح موعود کی آئندہ پیدائش کے متعلق کی گئی تھیں بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کرام ان تعیینات کے ذریعہ سے خود بخود مصلح موعود کا پتہ لگا سکیں اور ان کو معلوم ہو سکے کہ مذکورہ اعتراضات اصلیت سے کس قدر دور ہیں۔ ان جوابات کی تفصیل بیان کرنے سے قبل چار باتوں کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

اول۔ یہ کہ مصلح موعود کے متعلق اصل پیشگوئی اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی ہے۔

دوم۔ مصلح موعود کی پیدائش کی الہامی میعاد اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء میں ۹ سال مقرر کی گئی تھی جو ۲۱ر مارچ ۱۸۹۵ء کو ختم ہوتی ہے۔

سوم۔ اس پیشگوئی کے بعد جو پہلا لڑکا پیدا ہوا اس کا نام بشیر رکھا گیا اس کا ایک نام چراغدین بھی تھا۔ اسی کے متعلق غلطی سے یہ سمجھا گیا تھا کہ شاید وہ مصلح موعود ہوگا۔ اس کی زندگی میں آپ نے اشتہار تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء شائع فرمایا تھا۔ جس میں اس کا بھی ذکر کیا تھا اور اس کے ساتھ ایک نئے الہام سے خبر پا کر دوسرے لڑکے کی پیشگوئی کا اعلان کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔"

چہارم۔ بشیر اول کے فوت ہونے پر مصلح موعود کے متعلق غلط فہمی کے ازالہ اور مزید وضاحت کرنے کے لئے آپ نے سبز اشتہار بعنوان "حقانی تقریر" یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو شائع فرمایا تھا۔ مصلح موعود کی پیشگوئی کو سمجھنے اور اس کے مصداق کی تعیین کو معلوم کرنے کے لئے ان مذکورہ چار اشتہاروں کو خاص طور پر اپنے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ بالخصوص سبز اشتہار کو جس میں آپ نے مصلح موعود کے متعلق سابقہ تمام اصولی پیشگوئیوں کو جمع کر دیا تھا۔ اور اس کے متعلق بعض وضاحت فرماتے ہوئے اس کی تعیین بشیر ثانی یعنی محمود کے وجود میں کر دی تھی۔

اسی سبز اشتہار میں آپ نے معترضین کو مصلح موعود کی پیشگوئی کے غلط نکلنے کے بارہ میں جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔

(۱) "جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں ...... ان میں سے کوئی شخص ایک حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا۔"

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(۲) "ہمارا سابقہ اشتہار جو اس کی پیدائش سے قبل ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء کو شائع ہوا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا یہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور۔" (سبز اشتہار ر ر)

(۳) "ہاں اجتہادی طور پر یہ گمان کیا جاتا تھا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو۔" (سبز اشتہار ر ر)

(۴) "اگر یہ اس کے ناموں و صفات و ذاتی بزرگیوں کا خیال کر کے کوئی مفصل و مبسوط اشتہار بھی شائع کرتے اور اس میں بحوالہ ان ناموں کے اپنی رائے لکھتے کہ شاید مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا ہوگا تب بھی صاحبان بصیرت کی نظر میں ہمارا اجتہاد جائے قابل اعتراض نہ ٹھہرتا۔ کیونکہ مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں ایسی ہلکی ہلکی غلطیاں نبیوں و رسولوں کو بھی پیش آ جاتی ہیں۔"

(سبز اشتہار ر ر)

(۵) "اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جائے تب اس کا مفصل و مبسوط حال لکھا جاوے۔" (سبز اشتہار ر ر)

(۶) "الہام۔ نے پیشی از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا۔"

(۷) "خلاصہ جواب یہ ہے کہ آج تک ہم نے کسی اشتہار میں نہیں لکھا کہ یہ لڑکا عمر پانے والا ہوگا۔ اور نہ یہ کہا کہ یہی مصلح موعود ہے۔" (سبز اشتہار ر)

(۸) "پس سوچنا چاہیئے کہ اس لڑکے کی وفات سے ایک پیشگوئی پوری ہوئی یا جھوٹی نکلی اور جس قدر ہم نے لوگوں میں الہامات شائع کئے اکثر ان کے اس لڑکے کی وفات پر دلالت کرتے تھے چنانچہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہ عبارت کہ

"خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔"

یہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکھا گیا تھا۔ سو یہ اس کی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جاوے۔"

(سبز اشتہار)

(۹) معترضین نے نو سالہ الہامی میعاد کو نظر انداز کر کے اعتراض کیا تھا اس لئے آپ نے اس امر پر ملامت کرتے ہوئے وہ میعاد مقررہ یاد دلائی اور اس کی اس چالاکی کو طشت از بام کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"اگلا فقرہ یعنی یہ فقرہ کہ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا وہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی وقت نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اس فقرہ کو اس نے عمداً نہیں لکھا کیونکہ یہ اس کے مدعا کو مضر تھا اور اس کے خیالی فاسد کو جڑ سے کاٹتا تھا۔"

(حاشیہ سبز اشتہار)

ان جوابات کے ذکر کے بعد اب میں ان توضیحات کو لیتا ہوں جو آپ نے مصلح موعود کے متعلق سبز اشتہار میں بیان فرمائی تھیں۔ ان توضیحات و تعیینات کے بعد اس کے مصداق کی تعیین میں ذرا بھی شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ نے تتمہ دہم جولائی میں مذکور دوسرے لڑکے کو جس کا نام محمود بتایا گیا تھا مصلح موعود قرار دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا تھا۔

اوّل:۔

"دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا ہے کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

(سبز اشتہار)

اسی عبارت میں آپ نے سابقہ

اشتہارات کی مصلح موعود سے متعلق اصولی پیشگوئیوں کو جمع کرتے ہوئے تین باتوں کا اعلان فرمایا تھا۔

(الف) یہ کہ اصل پیشگوئی ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں دو لڑکوں کی خبر دی گئی تھی ایک بشیر اول کی دوسرے مصلح موعود کی جو کہ دوسرا بشیر ہے۔ بشیر اول پیدا ہو کر فوت ہو گیا ہے۔ اب دوسرے بشیر کی پیدائش کی انتظار ہے جو کہ مصلح موعود ہوگا۔

(ب) خدا تعالیٰ نے دوسرے لڑکے محمود کے پیدا ہونے کی مجھے پہلے سے خبر دے رکھی ہے وہ بشیر اول کا قائم مقام اور دوسرا البشیر ہوگا۔

(ج) یہ کہ ۹ سال کی میعاد بشیر اول کے لئے نہ تھی۔ بلکہ یہ میعاد مصلح موعود کے لئے مقرر کی گئی تھی وہ نہ بدلی ہے نہ منسوخ ہوئی ہے بلکہ وہ اٹل ہے اور اپنی جگہ قائم ہے۔ اور ابھی ختم نہیں ہوئی۔ اس لئے اعتراض لغو ہے۔ مصلح موعود کی پیدائش کے لئے مقررہ میعاد والی مذکورہ عبارت میں آپ نے حسب ذیل امور کا با لوضاحت ذکر فرما دیا تھا۔

(۱) ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں دراصل دو لڑکوں کی خبر دی گئی تھی جسے غلطی سے ایک سمجھا گیا۔

(۲) جن دو لڑکوں کا وعدہ دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک تو بشیر اول تھا۔ اور دوسرا بشیر ثانی ہے جو آئندہ پیدا ہوگا۔

(۳) پہلی قسم کی رحمت کے نزول کے لئے بشیر اول کو بھیجا گیا تھا۔ دوسری قسم کی رحمت کے نزول کے لئے دوسرا بشیر بھیجا جائے گا۔

(۴) تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں بشیر اول کی زندگی میں دوسرے لڑکے کا وعدہ دے رکھا ہے۔ اور اس کا نام محمود بتایا ہے۔

(۵) خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ دوسرا البشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود ہے۔

(۶) یہ بات صاف طور پر کھل گئی ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں ایک تو بشیر اول کی خبر تھی۔ دوسرے بشیر ثانی یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی تھی۔ جس کا ذکر فضل نام میں کیا گیا تھا۔

دوم۔ سبز اشتہار میں تیسری بات جو آپ نے بیان فرمائی تھی یہ تھی۔ کہ مصلح موعود سے متعلق سابقہ تمام اشتہارات و اعلانات و تحریرات و وضاحات کا نتیجہ و خلاصہ یہ بیان فرمایا تھا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء، تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور سبز اشتہار میں جو دوسرے بشیر کا وعدہ ہے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں اس کا نام فضل ہے۔ اور تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اس کا نام محمود ہے اور سبز اشتہار میں اس کا نام بشیر ثانی ہے اور اس سے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہی محمود ہے جو اولوالعزم ہوگا یہ خلاصہ و نتیجہ حسب ذیل الفاظ میں آپ نے بیان فرمایا تھا:۔

"پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ (سبز اشتہار)

اس موقع پہ آپ کو ایک نئے الہام نے اس کا چوتھا نام بھی بتایا تھا چنانچہ آپ نے اس مذکورہ عبارت کے ساتھ یہ تحریر فرمایا کہ

"اور ایک الہام نے اس کا فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے"۔

(سبز اشتہار)

پس آپ نے واضح طور پر یہ اعلان فرما دیا تھا کہ بشیر اول کے بعد پیدا ہونے والا دوسرا بشیر ہوگا۔ یہی دوسرا بشیر جس کا نام محمود ہے۔ مصلح موعود ہوگا خدا تعالیٰ نے مصلح موعود کے کئی نام رکھے ہیں۔

(۱) محمود (۲) فضل (۳) بشیر ثانی۔

(۴) فضل عمر۔ پس آپ کی ان وضاحتوں نے صاف طور پر بتا دیا تھا کہ مصلح موعود وہ لڑکا ہے جو بشیر اول کے بعد پیدا ہوگا جس کا ایک نام بشیر ثانی یعنی دوسرا بشیر ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کا نام اول تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور پھر سبز اشتہار میں محمود بتایا گیا ہے۔ پس الہام نے چراغدین کو بشیر اول اور محمود کو بشیر ثانی قرار دیا تھا۔ اور اس بشیر ثانی یعنی محمود کو سبز اشتہار میں مصلح موعود بتایا گیا تھا۔ پس جہاں مختلف اشتہاروں اور مختلف ناموں کی وجہ سے مصلح موعود کے بارہ میں جو مغالطہ کا امکان تھا اسے آپ نے اس طرح دور فرما دیا تھا اور کھول کر بتا دیا تھا۔ کہ محمود اور مصلح موعود دو الگ الگ لڑکے نہیں بلکہ وہ ایک ہی ہے۔ اس کے بعد بھی یہ کہنا کہ کبھی بھی پیشگوئی میں محمود کو مصلح موعود قرار نہ دیا گیا تھا نرا تعصب ہے

چہارم۔ سبز اشتہار میں آپ نے صرف ناموں کے ذریعہ سے اس کی تعیین کرنے پر ہی اکتفا نہ کی تھی۔ بلکہ اس امر کے جواب میں کہ اس کی پیدائش نو سال کے اندر کب تک ملتوی ہے یہ اعلان بھی فرما دیا تھا کہ محمود مصلح موعود کی پیدائش کا التوا بشیر اول کی صرف وفات کے وقوع تک ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

" اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الہیہ نے اس کے قدموں کے نیچے رکھے تھے۔ اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا۔ اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا"۔

(سبز اشتہار)

پنجم۔ آپ نے اس کی نو سالہ میعاد کے اندر پیدائش کے وقت کی تعیین کو مزید واضح کرتے ہوئے یہ بھی اعلان فرمایا تھا کہ بشیر اول کی وفات ہو چکی ہے۔ اس لئے اب مصلح موعود ہی کی پیدائش ہوگی اور بلا توقف ہوگی۔ بشیر اول اور مصلح موعود کے درمیان کسی اور بچہ کی پیدائش نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ نے سابقہ پیشگوئی کی وضاحت کرتے ہوئے یہ اعلان بھی اسی سبز اشتہار میں کر دیا تھا کہ

"الہامی عبارت کی ترتیب بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پسر متوفی کے قدم اٹھانے کے بعد ظلمت آئے گی اور پھر بلا اور برق ساہی ترتیب کی رو سے اس پیشگوئی کا پورا ہونا شروع ہوا یعنی پہلے بشیر کی موت کی وجہ سے ابتلاء کی ظلمت وارد ہوئی۔ اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونیوالی ہے اور جس طرح ظلمت ظہور میں آگئی اسی طرح یقینی جاننا چاہیے کہ کسی دن وہ رعد اور روشنی بھی ظہور میں آجائیگی۔ تو ظلمت کے خیالات کو بالکل سینوں اور دلوں سے مٹا دیگی۔ اور جو جو اعتراضات غافلوں اور مردہ دلوں سے نکلے ہیں ان کو نابود اور ناپدید کر دیگی۔ . . . صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ ظلمت اور روشنی دونوں اس لڑکے کے قدموں کے نیچے ہیں یعنی اس کے قدم اٹھانے کے بعد جو موت سے مراد ہے ان کا آنا ضروری ہے"۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

"سوائے لوگو جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا ہے حیرانی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئیگی"۔ (سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

آخری فقرہ میں اس امر کا صاف اعلان ہے کہ مصلح موعود کی پیدائش بشیر اول کی وفات کے بعد بلا توقف ہونیوالی ہے۔ پس پیدائش ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی مصلح موعود والی پیشگوئی میں جن دو لڑکوں کا ذکر تھا۔ اشتہار تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں بھی انہی دو کا ذکر تھا جنمیں سے پہلا بشیر اول تھا جو پیدا ہو کر فوت ہو گیا اور دوسرا پیدا ہونے والا تھا جس کا نام ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں فضل تھا اور تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں محمود تھا سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں اسی محمود کو بشیر ثانی کہا گیا تھا۔ اور بتایا گیا تھا کہ وہی فضل ہے وہی محمود ہے وہی دوسرا بشیر ہے وہی مصلح موعود ہے اور اس کا ایک نام فضل عمر بھی ہے نہ اپنی نو سالہ میعاد کے اندر بشیر اول متوفی کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا۔ یہ میں قبل ازیں لکھ چکا ہوں کہ حامی آئیند۔

منقولات

واشنگٹن میں اسلامی مرکز

امریکہ کے لوگوں میں دن بدن اسلام اور اسلامی کلچر کے تئیں دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے اور وہ اسلام اور عالم اسلام سے ضروری واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

امریکہ میں لوگوں کو چاہیے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں سیاسی آزادی کے ساتھ ساتھ پوری پوری مذہبی آزادی بھی حاصل ہے۔ مذہبی سرگرمیوں پر کوئی روک نہیں۔ چنانچہ واشنگٹن کا اسلامی مرکز اس کا ایک اور ثبوت ہے اس اسلامی مرکز کی تعمیر آج سے کئی برس پہلے شروع کی گئی تھی۔ ۱۹۵۵ء میں یہ قریباً قریب تکمیل ہو چکا تھا۔ پریذیڈنٹ آئزن ہاور نے ۲۸ رجون ۱۹۵۷ء کو رسمی طور پر اس کا افتتاح کیا تھا اور اس تقریب میں شامل سرکردہ لیڈروں اور تمام مسلم ممالک کے سفیروں سینیٹ اور کانگرس کے ممبروں اور سینکڑوں مسلمانوں کو خطاب کیا تھا۔

ڈاکٹر محمد بصر ۱۹۵۵ء میں اس مرکز کے ڈائرکٹر مقرر کئے گئے تھے۔ آپ اس سے پہلے ازہر یونیورسٹی میں فلسفی اور دینیات کے پروفیسر تھے۔ ماہ رواں کے آخر پر آپ واپس ازہر یونیورسٹی میں جا رہے ہیں۔ واشنگٹن میں اپنے قیام کے دوران میں آپ نے اسلامی مرکز کے وجود کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اور مرکز کے لئے مختلف اسلامی ممالک سے بھیجے گئے تحائف اور کتابوں وغیرہ کے رکھ رکھاؤ کی نگرانی کرتے رہے۔

ڈاکٹر بصر امریکہ کے بہت سے حصوں میں مقیم مسلمانوں سے بھی ملتے رہے۔ آپ نے مختلف شہروں میں مسلمانوں کے بیسیوں جلسوں میں تقریریں کیں۔ حال ہی میں آپ ہارورڈ یونیورسٹی کی دعوت پر بوسٹن گئے تھے۔ آپ نے بتایا کہ میں جہاں بھی گیا میں نے وہاں کے لوگوں میں اسلام کے تئیں عقیدت پائی۔

ڈاکٹر بصر اس مہینے کے آخر پر اس امید کے ساتھ واپس جا رہے ہیں کہ مستقبل میں امریکہ اور اسلامی ممالک کے مابین دوستانہ تعلقات مزید استوار ہو جائیں گے۔

اسلامی مرکز کی طرف سے ایک سہ ماہی رسالہ شائع کرنے کی تیاریاں بھی شروع ہیں۔ جس کے ذریعہ امریکنوں کو اسلامی کلچر سے روشناس کرایا جائے گا۔

(ماخوذ ملخص)

پیدا ہونے والے لڑکے کے متعلق یہ بھی اعلان کیا گیا کہ وہ بشیر اول کی طرح جلد فوت نہ ہوگا کہ مصلح موعود

والی پیشگوئی تھی اور جو کی پیدائش پر جا پڑے گا۔ وہ عمر پانیوالا ہوگا ۔۔۔ اور دن کی طرح روشن کر دی گئی تو جس کے بعد کسی قسم کے مغالطہ یا دھوکا کھانے کی گنجائش نہ رہی تھی۔ اسقدر وضاحتوں اور شرائط و تعیینات و تخصیصات کے بعد مزید کسی امر کی وضاحت کی ضرورت نہ تھی۔ اب ہمیں کوئی بتائے کہ مصلح موعود کی تعیین کرنے میں کونسی کسر اٹھا رکھی گئی تھی اور وہ کونسا امر تھا جسے آپ نے قبل از وقت الہام کے ذریعہ سے واضح نہ کر دیا تھا۔ جسے آپ نے ہر پہلو سے نمایاں کر دیا تھا۔

ہمارا امام ہم سے کیا چاہتا ہے؟

(۱) جیسا کہ احباب کرام کو معلوم ہے ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہم سے دو چیزوں کا مطالبہ کر رکھا ہے۔ ایک جانی یعنی وقف زندگی اور ایک مالی یعنی دین کے لئے مالی قربانی۔ اگر ہم اسلام کی خاطر یہ دو طور کی قربانی کر دیں تو یقینی بات ہے کہ ہم ساری دنیا پر روحانی غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۲) یہ مطالبات کوئی نئے نہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم تک جتنے بھی انبیاء امّتوں کے ماننے والے پیدا ہوئے سبھوں سے اسی قسم کے مطالبات فرمائے

جملہ انبیاء کے ماننے والے بالخصوص ہمارے پیارے آقا سیدنا محمد مصطفےٰ صلعم کے ماننے والوں نے ان دونوں قربانیوں کو احسن رنگ میں سرانجام دیا جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

"میں اُن سے راضی اور وہ مجھ سے راضی۔"

آج تک کسی نبی کے ماننے والوں کو خدا تعالیٰ نے ایسا سرٹیفکیٹ نہیں دیا۔ ان بے نظیر قربانیوں کی وجہ تھی کہ ان چند گنتی کے افراد نے قیصر و کسریٰ کی منظم حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیا۔ اور دنیا میں توحید کو محکم بنیادوں پر قائم کر دیا۔ اگر یہ لوگ جانی و مالی قربانی نہ کرتے تو آج تک دنیا میں ایسا عظیم انقلاب ممکن نہ تھا۔ افسوس کہ آجکل کے مسلمانوں نے آنحضرت صلعم کے لائے ہوئے دین کو بالکل بھلا دیا اور توحید کو قائم کرنے کے لئے جانی و مالی قربانی نہ کی۔ جس کی وجہ سے وہ خود بھی قعر مذلت میں گر رہے ہیں۔ اور خدا کا محبوب دین اور اُس کا پیارا رسول آج ہر قسم کے اعتراضوں کا نشانہ بن رہا ہے۔ مگر خدا کی حکمت کاملہ نے اس زمانہ میں اسلام کو سربلند کرنے کے لئے اپنے مسیح پاک علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث کر کے اپنی بادشاہت کو دنیا پر قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا میں آ کر ہم سے انہی دو چیزوں کا مطالبہ کیا۔ جیسا کہ کلام پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

یعنی ہرگز تم نیکی کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم اپنی چہیتی چیز کو خدا تعالیٰ کی خاطر قربان نہ کرو۔

اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

"موتوا قبل ان تموتوا"

جس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ طبعی موت سے پہلے خدمت دین کے لئے ایک اور موت کو قبول کریں۔ جو انفاق فی سبیل اللہ اور جانی قربانی کے رنگ میں ہو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دنیا میں خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم کر سکتے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تقریباً ۱۸۶۳ء میں خدا تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ بتلایا کہ میں تیری جماعت سے ان دو چیزوں کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ اگر وہ ان مطالبات کو احسن رنگ میں سرانجام دیں تو وہ میری خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

"تقریباً ۳۰ سال کا عرصہ ہوا میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ بٹالہ کے مکانات میں ایک حویلی ہے۔ اُس میں ایک سیاہ کمبل بچھا ہوا ہے اور لباس بھی کمبل کی طرح پہنا ہوا ہے۔ گویا کہ دنیا سے الگ ہوا ہوں اتنے میں ایک لمبے قد کا شخص آیا اور مجھے پوچھتا ہے کہ مرزا غلام احمد غلام مرتضےٰ کا بیٹا کہاں ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ کہنے لگا کہ میں نے آپکی تعریف سنی ہے کہ آپ کو اسرار دینی حقائق اور معارف میں بہت دخل ہے یہ تعریف سن کر ملنے آیا ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کیا جواب دیا اس پر اُس نے آسمان کی طرف منہ کیا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بہہ کر رخسار پر پڑتے تھے۔ ایک آنکھ اوپر تھی اور ایک نیچے اور اس کے منہ سے حسرت بھرے یہ الفاظ نکل رہے تھے "تہید ستان عشرت را" اُس کا مطلب میں نے یہ سمجھا کہ یہ مرتبہ انسان کو نہیں ملتا جب تک کہ وہ اپنے اوپر ایک ذبح اور موت وارد نہ کرے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۵-۱۶)

اس رؤیا کو درج کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ ہم سب اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلعم کے نام کو دنیا میں روشن کرنے کے لئے پوری ہمت صرف کر دیں۔ آج ہمارا امام ہاں وہی امام جس کا زمانہ حضیض کے لئے ہزاروں اولیاء منتظر رہے وہ مصلح موعود جمانہ سے تو اتر میں پیدا ہوا اور ہم اُس کی متابعت میں خدا تعالیٰ کی توحید کو دنیا پر قائم کرتے اور آنحضرت صلعم کے صحابہ کی مانند اپنی جانی و مالی قربانی کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ واقعی ہم لوگ بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ اس مبارک امام کا زمانہ پایا۔ اور وہ امام ہمیں خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہم سے دو چیزوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے امام ایدہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا پر قائم کر کے آنحضرت صلعم کی روح کو خوش کریں۔

آخر میں دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تمام حکموں پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور حضور کو ہمارے سروں پر تندرست سلامت رکھے۔ آمین

خاکسار

سید فضل عمر کٹکی

مبلغ سلسلہ احمدیہ۔

مقیم اڑیسہ

مستقبل کا ایندھن ← ڈیوٹیریم

ماسکو ۱۶ جنوری ۵۹ء [illegible]

ہائیڈروجن توانائی کی انجینئرنگ کے مستقبل کا دارومدار ان ری ایکٹروں پر ہے۔ جو خالص ڈیوٹیریم (بھاری ہائیڈروجن) پر کام کر رہے ہیں۔ یہ نظریہ سوویت اکاڈیمیشین ایگور کرچاتوف کا ہے جو کہ کے رسالہ "تخنیک آمولودیشی" (ٹکنیک اور نوجوان) میں شائع ہوا ہے۔ رسالہ مذکور میں اکاڈیمیشین کرچاتوف کے اس مقالے کی تلخیص شائع ہوئی ہے۔ جو انہوں نے ابھی حال ہی میں عوامی جمہوریہ چین میں پڑھا تھا۔

قدرت کی جھیلوں میں خالص ڈیوٹیریم کثیر مقدار میں موجود ہے۔ موٹے موٹے تخمینے سے معلوم ہوا ہے کہ ایندھن کی حیثیت سے ڈیوٹیریم پاور انجینئرنگ کی ہنگامہ خیز ترقیوں کے باوجود کروڑوں اربوں سال تک کفایت کرے گا۔ ایندھن کی حیثیت سے اس کی قیمت کوئلے کی قیمت کا صرف ایک فی صدی ہوگی۔ لیکن ابھی تک پانی سے ڈیوٹیریم اخذ کرنے پر بہت لاگت آتی ہے۔ اکاڈیمیشین کرچاتوف کا کہنا ہے کہ

ایک بار جب انسان ہائیڈروجن توانائی کو براہ راست برقی توانائی میں منتقل کرنے لگے گا تو پھر نہ بڑے بڑے دُخانی بوائلروں کی ضرورت رہ جائے گی اور نہ بڑے جنریٹروں کی، ابھی تو ایٹمی توانائی مرکزوں میں ان کے بغیر چارہ نہیں۔ پاور انجینئرنگ کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ جس میں ہائیڈروجنی توانائی مرکزوں کو اولیت حاصل ہوگی۔

اکاڈیمیشین کرچاتوف نے اپنے فاضلانہ مقالے میں اس تحقیق کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو ایٹمی توانائی ادارے میں کنٹرول شدہ ہائیڈروجنی عوامل کے متعلق کی جا رہی ہے۔ انہوں نے خاص طور سے آندرے سخاروف اور ایگور تام کے کام کا جائزہ لیا ہے۔ یہ سائنسدان گرم پلازما کو ایک مقناطیسی میدان کے ذریعے الگ کر دینے اور پھر پلازما میں گرم رو پہنچا کر اس کو گرم کرنے میں یقین رکھتے ہیں۔

ایگور کرچاتوف کا کہنا ہے کہ سوویت سائنسدان اسباب کو ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ بڑے پیمانے پر تجربے کئے جائیں اور "اوگرا" جیسے بڑے بڑے تجرباتی آلے نصب کئے جائیں۔

انتخابات

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی طرف سے

انتخابات کی فہرستیں موصول ہو رہی ہیں اور ان پر کارروائی ہو رہی ہے۔ جن جماعتوں نے ابھی تک انتخابات کی فہرستیں ارسال نہیں فرمائیں ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد فہرستیں ارسال کریں تاکہ بر وقت منظوری بھجوائی جا سکے اور نئے عہدیداران یکم مئی سے اپنے عہدوں کا چارج سنبھال سکیں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

وقف جدید اور دعوت و تبلیغ

یہ دو الگ الگ اور مستقل صیغے ہیں۔ گو وقف جدید کا انچارج بھی میں ہی ہوں اور نظارت دعوۃ و تبلیغ کا ناظر بھی میں ہی ہوں لیکن وقف جدید کی چٹھیاں "انچارج وقف جدید" کے پتہ پر اور نظارت دعوت و تبلیغ کی چٹھیاں "ناظر دعوۃ و تبلیغ" کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

مرزا وسیم احمد

قادیان

یاد رفتگان

جناب مولوی غلام احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چنڈہ پور

آپ حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب صحابی کے دوسرے فرزند تھے۔ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد سے ہی عربی فارسی اور اردو کی تعلیم حاصل کی۔ زراعت سے آپ کو خاص دلچسپی تھی۔ اس لئے اسی کی طرف زیادہ توجہ رہی۔ اپنی عمر کے چند سال زراعت میں ہی گذارے۔ اپنے بڑے بھائی سے آپ کو خاص محبت تھی۔ اُن کا کاروبار علیحدہ تھا۔ انہوں نے کاروبار میں شامل ہو کر اپنے بھائی کو بہت فائدہ پہنچایا۔ چونکہ وہ اُس وقت جاگیرات کے نائب تھے۔ اپنے بھائی کو بھی زمنگ تیلہ جاگیر کا نائب بنوانے میں مدد کی۔ اس وقت آپ ایک مخلص احمدی بن چکے تھے خدا نے آپ کو بہت نوازا۔ نام بھی اُن جاگیرات میں خوب پیدا کیا کیونکہ بعد میں جاگیردار سے اَن بن ہو گئی اور استعفیٰ دے کر وطن واپس آ گئے۔ اُن دنوں اُن کے بڑے بھائی دیمی تانڈہ واٹی جاگیرات کے تحصیلدار تھے اپنے بھائی کو بیکار دیکھ کر اپنے ساتھ منتظم جاگیرات بنا کر کام لیتے رہے۔ آپ کو شکار سے خاص دلچسپی تھی اس سلسلے میں آپ دو چار مرتبہ محض خدا کے فضل سے بال بال بچے اپنے خاندان کے سر فرد کو بندوق چلانا سکھائی۔ چند سال منتظم جاگیرات کی حیثیت سے گذاری آپ کے بڑے بھائی مولوی غلام محمد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ بھائی کی وفات کا آپ کے دل پر بہت اثر رہا۔ آپ کو اپنے بھائی کی جگہ تحصیلداری پر ترقی مل گئی جسے آپ خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ چندہ وار مرکز کو روانہ کرتے رہے۔ مرکز سے الحکم بھی منگوایا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے خاص محبت تھی۔ اپنی ہر مصیبت پر قادیان حضرت صاحب کی خدمت خطوط لکھ کر دعا کی درخواست کرتے۔ علاوہ اس کے آپ کو حضرت صاحب سے ملنے کا بہت ہی شوق تھا۔ چنانچہ خدا نے اسباب پیدا کر دیئے۔ حضور جنوبی ہند کے دورہ پر حیدرآباد تشریف لائے۔ حضور کی تشریف آوری سے ایک روز پہلے اپنے خاندان کے چند افراد کے ساتھ حیدرآباد گئے۔ جتنے دن حضور حیدرآباد میں ٹھہرے رہے آپ بھی وہیں مقیم رہے اور ہر جلسے میں شریک رہے۔ اس طرح خدا کے فضل سے حضور سے ملاقات اور بات کرنے کا موقعہ میسر آ گیا۔

آپ کسی سے نہ ڈرتے اپنے حاکم تک کو احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ چونکہ جاگیردار شیعہ تھے۔ اکثر اُن سے مذہب کے سلسلے میں کچھ بحث چلتی رہتی۔ وہ ہر ایک سے یہی کہتے "میرا جو کام تھا وہ میں نے پورا کیا چاہے آپ تبدیل کریں یا نہ کریں۔ میری جو ذمہ داری تھی میں نے پوری کر لی۔ اور میں خدا سے یہی دعا کرتا ہوں کہ اے خدا اپنے فضل سے حق کو سمجھنے کی توفیق دے"۔ چنانچہ انہیں کی تبلیغ کا نتیجہ تھا۔ احمد علی صاحب نامی ایک غیر احمدی کو احمدیت سے اچھی طرح واقف کروا کر حضرت صاحب کے جنوبی ہند کے دورے کے وقت بیعت کروا کر سلسلے میں داخل کروا لیا۔ اور ہر روز اُن کو احمدیت سے متعلق جب بھی موقعہ ملتا سمجھاتے رہتے۔ اخبارات اور کتب پڑھ کر سنایا کرتے۔ اخبار بدر بھی منگوایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی جاری ہے۔ ہر جمعہ میں حضرت کا تازہ خطبہ بدر سے پڑھا کرتے۔ سلسلے کی کتب سے خاص اُنس تھا۔ ہر کتاب کو دو چار مرتبہ پڑھا کرتے۔ اس کا مطلب دوسروں کو بھی سمجھایا کرتے۔ حیدرآباد میں پولیس ایکشن کے وقت آپ جاگیرات کے تحصیلدار تھے۔ متعلقہ ڈپٹی کلکٹر نے چند جھوٹی باتوں پر یقین کر کے آپ کو حراست میں لے لیا۔ چونکہ آپ بے قصور تھے۔ آپ برابر دعا کرتے رہتے۔ چنانچہ چند گھنٹوں کی حراست کے بعد آپ کو بری کر دیا گیا۔ احمدیت کا یہ خاص نشان تھا کہ ہمارا پورا خاندان ہر طرح محفوظ رہا۔ آپ انہیں دنوں جماعت احمدیہ چنڈہ پور کے پریذیڈنٹ بنائے گئے۔ جاگیرات ختم ہونے پر آپ نے زراعت کو پھر ترقی دینا شروع کیا۔ خدا کا خاص فضل رہا۔ زراعت ترقی کرتی رہی۔

۱۷ جنوری ۱۹۵۹ء بروز شنبہ حسب معمول ۴ بجے بیدار ہوئے۔ تہجد کے بعد تلاوت قرآن شریف کرتے رہے اور بعد نماز فجر باورچی خانے کی طرف گئے۔ مکان میں مرد بچے کوئی نہ تھے۔ چولہے میں لکڑیاں ختم ہو چکی تھیں دیکھ کر تھوڑی لکڑیاں ایک کمرہ سے نکال کر واپس دیوان خانہ ہوئے۔ کچھ پسینہ آ گیا تھا۔ حسب معمول اپنا دیوان خانہ خود اپنے ہاتھوں صاف کر کے کچرا باہر پھینکنے تشریف لے گئے۔ کچرا پھینکنا ہی تھا کہ آپ کی چھاتی میں درد شروع ہو گیا۔ اور اُسی درد سے بے چین ہو کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور تکلیف محسوس کرتے ہوئے تکلیف میں بھی برابر دعا کرتے رہے۔ اپنے خاندان کے سب افراد کو اپنے قریب بلوا لیا۔ اپنی نبض بار بار دیکھتے اور ہر ایک سے دعا کی درخواست کرتے اور ہر ایک کو نصیحت کرتے رہے کہ صبر کریں۔ طبی امداد کے لئے دواخانہ کا ماریڈی لایا گیا۔ دواخانہ پہونچنے پر خود ہی بنڈی سے اتر کر پیدل دواخانہ تک چلتے گئے۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا تبادلہ ہو گیا تھا۔ معلوم کر کے افسوس کیا۔ کمپونڈر نے کچھ دوائی لا کر دی۔ جیسے ہی کچھ دوائی حلق میں اتری ایک دو ہچکیوں کے ساتھ اپنے حقیقی محبوب سے ہمیشہ کے لئے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ معلوم ہوتا ہے کہ حرکت قلب کے بند ہونے سے موت واقع ہوئی۔ مرحوم اپنے پیچھے پانچ لڑکے ایک لڑکی اور ۹ پوتے۔ تین پوتیاں ایک بیوی چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے مرحوم کو جنت میں خاص مقام دے درویشان قادیان اور صحابی حضرات سے استدعا ہے کہ مرحوم کے بلند درجات کیلئے خاص طور سے دعا فرمائیں کہ اللہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان سے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار محمد رحمت اللہ احمدی طیفت۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ جماعت چنڈہ پور ضلع نظام آباد (آندھرا)

ہندوستان کا مسئلہ اناج

نیا تجربہ

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ ہندوستان میں اناج کے مسئلہ نے جو اہمیت حاصل کی ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں متواتر کئی برسوں سے ہندوستان کئی لاکھ ٹن اناج دوسرے ملکوں سے درآمد کرتا آیا ہے اناج میں خود کفیل بن جانے کے لئے نئے نئے تجربے کئے جا رہے ہیں جن میں چاول اور مکئی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے بالترتیب جاپانی اور امریکی طریق کاشت قابل ذکر ہیں۔ ہندوستان کے ماہرین زراعت کے مطابق اناج کے مسئلہ کو حل کرنے کا صحیح حل یہ نہیں کہ زیادہ اراضیات کو زیر کاشت لایا جائے۔ بلکہ یہ کہ موجودہ زیر کاشت اراضیات سے نئی قسم کے بیجوں، کیمیائی کھاد اور مشینی تکنیک کے ذریعہ زیادہ اناج پیدا کیا جائے قدرتی طور پر اس مسئلہ میں ہندوستان کو زرعی میدان میں زیادہ ترقی یافتہ ممالک کے کامیاب تجربوں کی تقلید کرنی ہوگی۔

انہی دنوں ہندوستان سے چھ کسان امریکہ کے دورے پر روانہ ہوئے ہیں۔ جو وہاں بچشم خود ان باتوں کا جائزہ لیں گے۔ جن کی وجہ سے امریکہ میں اناج کی پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے جہاں تک پیداوار کا تعلق ہے۔ امریکہ کی شرح پیداوار دنیا بھر میں نہ صرف زیادہ ہے بلکہ اس میں بتدریج اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر ۱۹۵۸ء میں اگرچہ کاشتہ اراضی پچھلے چالیس برسوں کی نسبت سب سے کم تھی۔ تاہم اوسطاً فی ایکڑ پیداوار ۱۹۵۷ء کی پیداوار سے قریب قریب ۱۲ فی صدی زیادہ تھی۔

حال ہی میں لدھیانہ (پنجاب) کے ایک تجربی گاؤں جگمیانہ میں مکئی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے امریکی طرز کاشت کا تجربہ کیا گیا جو بہت ہی کامیاب رہا۔

امریکی طرز کاشت کے ذریعہ پیداوار آسانی سے دوگنی ہو سکتی ہے۔ مندرجہ بالا چھ ہندوستانی کسان امریکہ میں اس طرز کاشت کی خاص طور پر تربیت حاصل کریں گے۔ اس کے علاوہ امریکہ میں آبپاشی کے طریقوں، کیمیائی کھاد کے استعمال اور مکئی کی کاشت کا بھی جائزہ لیں گے۔

یہ کسان ہندوستان میں امریکہ کے ٹیکنیکل کوآپریشن مشن کے اہتمام سے امریکہ بھیجے گئے ہیں

نصرت الٰہی کا عجیب و غریب نشان

بقیہ صفحہ ...

اپنے ہر معاندانہ اقدام میں خائب و خاسر ہی رہے گو دلائل سے صرف اور صرف ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان اشعار کو کہنے والا شخص ایک پاکباز انسان تھا جس کے وجود میں یہ قرآنی وعدہ پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا کہ:-

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ۔

یعنی ہم اپنے ماموروں اور ان کے ماننے والوں کو ضرور ضرور اسی دنیا میں اپنی مدد سے نوازتے ہیں اور آخرت میں بھی جبکہ صداقت کی تمام گواہیاں نمایاں ہو کر سامنے آ جائیں گی ان کو اپنی غیر معمولی نصرت کا نشان عطا کریں گے"!

اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار مرزا البشیر احمد ربوہ۔ ۲۵ جنوری ۱۹۵۹ء

بجٹ لازمی چندہ جات
اور
جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا فرض

لازمی چندہ جات کے تدریجی بجٹ کو ماہ بماہ پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ مگر گذشتہ آٹھ ماہ کے تدریجی بجٹ کے مقابل پر جماعتوں کی اصل آمد کو دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ متعدد جماعتیں ایسی ہیں۔ جنہوں نے باوجود نظارت ہذا کی طرف سے ماہوار یاد دہانیوں کے اپنے فرض کی ادائیگی کی طرف کماحقہ توجہ نہیں فرمائی۔ جس کی وجہ سے ان کی وصولی بتاحال تدریجی بجٹ کے مقابل پر برائے نام ہے۔

موجودہ اخراجات کے مقابل پر کمی آمد کے باعث صدر انجمن احمدیہ قادیان سخت مالی مشکلات میں سے گذر رہی ہے۔ ان حالات میں لازمی چندہ جات کی ادائیگی کی طرف ہر مخلص احمدی کو توجہ دلائی جانی ضروری ہے۔ لہٰذا ہر ایسے دوست کو جس کے ذمہ کوئی چندہ بقایا ہو چاہیئے کہ وہ جلد بقایا کی ادائیگی کرے۔ جماعتوں کے امراء۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے بقایا کا تدریجی بجٹ کے مطابق جائزہ لے کر ان کی فوری وصولی کا انتظام فرماویں۔ تا اسی ماہ میں تدریجی بجٹ کے مطابق وصولی ہو کر خزانہ سے بار کم ہو سکے۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ وقف جدید

وقف جدید کے نئے مالی سال کا آغاز یکم جنوری ۱۹۵۹ء سے ہو چکا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے جلد اپنے وعدہ جات اضافہ کے ساتھ بھجوائیں۔ اور کوشش کریں کہ وعدہ جات مقامی جماعت کے توسط سے بھجوائے جائیں تاکہ وعدہ جات یکجائی درج کرنے میں سہولت ہو اور ڈبل اندراج نہ ہو سکے۔

۲۔ چونکہ قادیان میں مجلس وقف جدید کے ماتحت باقاعدہ کام شروع ہو چکا ہے۔ اسلئے احباب اپنے وعدہ جات کی جلد از جلد ادائیگی فرما کر سابقون میں شامل ہوں۔ یہ رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجواتے ہوئے تفصیل سے دفتر ہذا کو بھی براہ راست مطلع فرماویں۔ گذشتہ سال کے بقایا کی رقوم کی تفصیل بھی واضح طور پر بھجواتے ہوئے نوٹ دیا جائے کہ یہ سال گذشتہ کا بقایا ہے۔

امید ہے کہ احباب ان امور کو خاص طور پر مدنظر رکھتے ہوئے دفتر ہذا سے تعاون فرماویں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان)

ضروری تصحیح

ضمیمہ اخبار بدر مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۵۸ء میں مندرجہ ذیل نام غلط شائع ہوگئے ہیں احباب درست فرمالیں۔

شائع شدہ نام	درست نام
۹۵۔ سید احمد حسین صاحب کاچی گوڑہ	سید حسین صاحب کاچی گوڑہ
۱۹۱۔ راشد احمد ابن سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب	راشد محمد صاحب ابن سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب
۲۸۳۔ جمیلہ بیگم صاحبہ سکندرآباد	صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام قادر صاحب شرقی سکندرآباد

انچارج وقف جدید صدر انجمن احمدیہ قادیان

تصحیح

گذشتہ پرچہ میں صفحہ ۳ کالم ۳ میں تریاق القلوب صفحہ ۴۳ کے حوالہ سے یہ عبارت درج ہوگئی ہے کہ
"بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے پیدا ہو چکے ہیں۔"
دراصل یہ تریاق القلوب صفحہ ۴۳ کی حسب ذیل عبارت کا خلاصہ ہے۔
"الہام یہ بتلاتا تھا کہ چار لڑکے پیدا ہوں گے اور ایک کو ان میں سے ایک مرد خدا مسیح صفت"

درویش فنڈ
اس تحریک کی اہمیت ہر مخلص احمدی کو سمجھنی چاہیئے

ذیل میں ان احباب کی فہرست شائع کی جا رہی ہے جنہوں نے ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۵۸ء میں تحریک درویش فنڈ میں رقوم بھجوائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام احباب کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازے۔

ملک میں غیر معمولی مہنگائی اور درویشان کی مالی پریشانی کے پیش نظر حال ہی میں ناگزیر طور پر ان کے وظائف میں زیادتی کرنی پڑی ہے۔ باوجود اسکے کہ بجٹ میں اس اضافہ کی گنجائش نہیں تھی۔

لہٰذا جماعت کے جملہ مخلصین اور صاحب حیثیت احباب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ درویش فنڈ کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اور جو احباب ماہوار ادائیگی کی توفیق رکھتے ہوں وہ باقاعدگی سے حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

- مکرم محمد ایوب صاحب رانچی ۲۴—۰۰
- " منظہر احمد صاحب پال " ۵—۰۰
- " ایم کے حیدر صاحب منارگھاٹ ۲—۶۲
- " فضل الرحمٰن صاحب خوردہ ۱—۰۰
- " محمد عبداللہ صاحب بی۔ایس سی حیدرآباد ۱—۵۰
- اہلیہ صاحبہ " " ۴—۰۰
- بچگان " " ۱—۰۰
- " فضل حق خان صاحب " ۲—۰۰
- " عبدالرشید صاحب " ۰—۵۰
- " محمد اسحاق صاحب رائچور ۱—۰۰
- " سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ۲—۰۰
- " ظفر احمد صاحب ۱—۰۰
- " محمد بشیر الدین صاحب ۱—۰۰
- " محمد اسحاق صاحب ۲—۰۰
- امۃ المجیب صاحبہ ۱—۰۰
- " سید منظور احمد صاحب بچو خشو ۱—۰۰
- " ایم محمد عثمان صاحب سورب ۲—۰۰
- " سید داؤد احمد صاحب مظفرپور ۶—۰۰
- اہلیہ صاحبہ سید شہاب احمد صاحب " [illegible]
- " محمد یامین صاحب ندیم نمبردار ۲۹۸—۵۰
- " ایم محی الدین صاحب کوڈالی ۵—۰۰
- فاطمہ بیگم صاحبہ کالیکٹ ۱۰—۰۰
- " سید عبدالرزاق صاحب مونگھیر ۱۰—۰۰
- " سید ضیاء الدین صاحب سونگھڑہ ۱—۰۰
- " میاں محمد یوسف صاحب بانی کلکتہ ۱۵۰—۰۰
- " میاں محمد صدیق صاحب بانی " ۶۰—۰۰
- مکرم میر عبدالجلیل صاحب شموگہ ۲—۰۰
- جماعت احمدیہ " ۱۱۲—۰۰
- اہلیہ صاحبہ سید مدار شاہ صاحب " ۵—۰۰
- " عبدالشکور صاحب شولاپور ۱۰—۰۰
- " سید اختر احمد صاحب پٹنہ ۹—۷۵
- " نصیر الدین صاحب بیگو سرائے ۵—۰۰
- " بی احمد صاحب پینگاڈی ۲—۰۰
- رائل ایجنسی " ۴—۰۰
- " سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد ۲—۰۰
- " یوسف احمد الہ دین صاحب " ۲—۰۰
- " فضل الہ دین صاحب " ۲—۰۰
- " علی محمد الہ دین صاحب " ۲—۰۰
- " سید حسن صاحب " ۲—۰۰
- اہلیہ صاحبہ " " ۴—۰۰
- " غلام قادر صاحب شرقی " ۴—۰۰
- " سردار گوردیال سنگھ صاحب کشمیر ۲—۰۰
- مکرمہ مہر النساء بیگم صاحبہ ڈبہ دیگر ۳—۰۰
- مکرم سید محمد احمد صاحب کٹک ۶—۰۰
- مکرمہ نجم النساء خاتون صاحبہ کٹک ۱—۰۰
- مکرم تراب خان صاحب موسیٰ بنی مائنز ۲—۰۰

زکوٰۃ کو ادا کر کے اپنے اموال اور نفوس کو پاک کرنا ہر مومن کا فرض ہے

سیکرٹریان تبلیغ توجہ فرماویں

نظارت ہذا کی طرف سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود سوائے چند جماعتوں کے باقی جماعتوں کی طرف سے ماہوار تبلیغی رپورٹیں موصول نہیں ہو رہیں۔ جن سے نظارت ہذا کو یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ جماعتیں تبلیغی جدوجہد میں کس قدر حصہ لے رہی ہیں۔ اس لئے مرکز کو اپنی کارگذاری سے واقف رکھنے کے لئے ماہوار رپورٹ بھجوانا نہایت ضروری ہے امید ہے کہ جملہ صدر صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ توجہ فرماویں گے۔ جزاکم اللہ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

الہام ملنے پر بیان کیا ہے۔ "خدا تعالیٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہوں گے"

(ایڈیٹر)

خبریں

جگدلپور ۲ فروری - راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے آج یہاں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کی گولڈن جوبلی کی تقریب کا افتتاح کیا ہے۔ انہوں نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سائنس کی ایجادات نے جہاں مادی ترقی کا دروازہ کھولا ہے۔ وہاں وہ تباہی کا امکانی ذریعہ بھی بن گئی ہیں سائنس دانوں کو اس معاملہ پر پوری توجہ دینی چاہیئے۔ سائنسدانوں کو سائنس کی روحانی اور اخلاقی قدروں کا پورا احساس کرنا چاہیئے۔ اگر سائنس کی ایجادات سے انسانی سماج ہی کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوتا ہے تو اس تباہی کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ آج ہر طرف یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ سائنس نے ترقی کے علاوہ تباہی کے ذرائع بھی پیدا کر دیئے ہیں اور ہر سمجھدار آدمی کو اس مسئلہ کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ نئی ایجادات سے جو مادی ترقی ہوئی ہے وہ سائنسی تعلیم کی ترقی کا براہ راست نتیجہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے سائنسی ایجادات ترقی کے علاوہ تباہی کا ذریعہ بھی بن گئی ہیں۔ انسانی سماج کو سائنسی علم کا پورا فائدہ اٹھانے میں کئی برس لگے ہیں۔ لیکن ہائیڈروجن بم، ایٹم بم اور میزائل انسان کے وجود کو اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ ختم کر سکتے ہیں۔ تاہم مجھے امید ہے کہ ہمارے سائنسدان اور سائنسی ادارے اپنی توجہ تعمیری مقاصد سے تباہی کی طرف مبذول نہیں کریں گے۔ راشٹرپتی نے کہا کہ مجھے انسانیت کے مستقبل پر کبھی اتنا ہی بھروسہ ہے جتنا اخلاقی قدروں پر مجھے یقین ہے کہ آخر کار ہم بہتر صورت حال پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور دنیا کے لیڈروں اور مدبروں کے دل و دماغ کی روشنی کی کرن نظر آئے گی۔

سائنس کا کرائسیس جنگ یا قحط سے حل ہوگا

انڈین انسٹی ٹیوٹ کی گولڈن جوبلی میں بیرونی ممالک سے بھی ڈیڑھ سو سے زیادہ ڈیلیگیٹ شامل ہوئے ہیں۔ اس ادارے میں اب تک اڑھائی ہزار سائنس دانوں کو تربیت دی جا چکی ہے۔ آجکل سو سے زیادہ سائنسدان زیر تربیت ہیں۔ گولڈن جوبلی میں ڈیوک آف ایڈنبرا بھی شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے آج کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سائنس نے ایک سنکٹ ہی پیدا کر دیا ہے۔ جسے ہمیں حل کرنا چاہیئے۔ اور اگر ہم خود اسے حل نہ کر سکے تو یہ جنگ یا قحط سے حل ہوگا۔ ہم سب ایک انسانی پریوار کے ممبر ہیں جو بنی نوع انسان کی بہبود سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

نئی دہلی ۲ فروری - پردھان منتری شری نہرو کی بیٹی شریمتی اندرا گاندھی شری ڈھیبر کی جگہ صدر کانگرس منتخب ہو گئی ہیں۔ آج آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے دفتر سے ایک پریس نوٹ جاری کیا گیا جس میں بتایا گیا ہے کہ صدر کانگرس کے عہدہ کے لئے شریمتی اندرا گاندھی کے علاوہ دو مزید نام تجویز کئے گئے تھے ان میں ایک تو میسور کے سابق مکھیہ منتری شری نجلنگاپہ تھے اور دوسرے راجستھان کے شری کمبا رام آریہ۔ شری نجلنگاپہ نے اپنا نام واپس لے لیا۔ اور شری آریہ کے کاغذات نامزدگی مسترد ہو گئے۔ شریمتی اندرا گاندھی چوتھی دیوی ہیں جنہیں صدر کانگرس بننے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ ان سے پہلے مسز اینی بیسنٹ۔ شریمتی سروجنی نائیڈو اور شریمتی سین گپتا صدر کانگرس رہ چکی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی اتوار سے اپنے عہدہ کا چارج سنبھال لیں گی۔ آجکل شری نہرو کے حلقہ الہ آباد میں پد یاترا کر رہی ہیں۔

پنڈی گھیب ۳ فروری - پنجاب کے وزیر خوراک پنڈت موہن لال نے بتایا کہ پنجاب سرکار نے ایسے اشخاص کو نقد انعامات دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو دیہات اور شہروں میں گندم کے چھپے ہوئے ذخیروں کی اطلاع دیں گے۔ انعامات تقسیم کرنے کے لئے رقم ڈپٹی کمشنروں کو سونپ دی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ پنجاب کے ضلعوں کو یہ ہدایات دی جا رہی ہیں کہ وہ کسی منڈی سے دیسی گندم کی خرید بند کر دیں۔ کیونکہ ان کی ضروریات درآمد شدہ گندم کے سٹاکوں سے پوری کی جا سکیں گی۔ کھلی مارکیٹ سے اندازاً ۴ ہزار من گندم خریدی جا چکی ہے۔ انہوں نے صوبہ میں غذائی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ۵ فروری کو ڈپٹی کمشنروں اور ضلع فوڈ حکام کی دو روزہ کانفرنس بلائی ہے۔ اس میں سستے اناج کے مزید ڈپو کھولنے کے اقدامات پر بھی غور کیا جائے گا۔ اب تک ۵۰۰ ڈپو کھولے جا چکے ہیں۔

کراچی ۲ فروری کل پاکستان اور امریکہ نے ۳ معاہدوں پر دستخط کئے یہ معاہدے امریکہ کی طرف سے پاکستان کو دی جانے والی اقتصادی اور ٹیکنیکل امداد کا حصہ ہیں۔ ان معاہدوں میں کئی ترقیاتی پروگرام شامل ہیں۔ ایک پراجیکٹ پاکستان میں ایٹمی طاقت کو ترقی دینے کے بارے میں ہے پاکستان کو ۸ لاکھ ۴ ہزار ڈالر اس پراجیکٹ کے لئے دیئے جائیں گے۔

ماسکو ۲ فروری - روسی خبر رساں ایجنسی تاس کی اطلاع ہے کہ سوویٹ روس کی جمہوریہ تاتاریہ میں اعلیٰ قسم کے معدنی تیل کے بھاری ذخائر برآمد ہوئے ہیں۔ انقلاب سے پہلے تیل کے جو ذخائر کے مواقع جمہوریہ تاتار کو بہت اہمیت حاصل ہو گئی ہے اور یہاں آجکل اتنا تیل پیدا ہوتا ہے کہ جتنا انقلاب روس سے پہلے تمام روس میں پیدا ہوتا تھا تیل کے خود دریافت ذخائر دریائے کاما کے زیریں علاقوں میں برآمد ہوئے ہیں جو مغرب میں دریائے والگا کے کنارے سے لیکر مشرق میں کوہ یورال تک ۲۵۰ میل

پروگرام دورہ مولوی مبارک علی صاحب مبلغ علاقہ میسور انسپکٹر بیت المال

حسب ذیل جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی مبارک علی صاحب مبلغ و انسپکٹر بیت المال حسب ذیل پروگرام کے مطابق از ۲-۲-۵۹ تا ۲۲-۲-۵۹ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	کیفیت
۱	قادیان	2-2-59	بمبئی	4-2-59	۲ دن	
۲	بمبئی	6-2-59	ستارہ	7-2-59	۱ "	
۳	ستارہ	8-2-59	بیلگام	9-2-59	۱ "	
۴	بیلگام	10-2-59	ہبلی	12-2-59	۳ "	
۵	ہبلی	13-2-59	دھارواڑ	14-2-59	۱ "	
۶	دھارواڑ	14-2-59	نندگڑھ	16-2-59	۱ "	
۷	نندگڑھ	14-2-59	پانڈہ	15-2-59	۲ "	
۸	پانڈہ	17-2-59	شموگہ	18-2-59	۱ "	
۹	شموگہ	19-2-59	ساگر و سورب	19-2-59	۲ "	
۱۰	سورب	21-2-59	بنگلور	24-2-59	۴ "	